اسلام کے معاشرتی و معاشی نظام کا ادراک

ڈاکٹر انور رشید طوسی

اُردُو اکیڈمی سندھ کراچی

Marfat.com

GIFT BOOK

اسلام کے
معاشرتی و معاشی نظام کا ادراک

ڈاکٹر انور رشید طوسی

برائے

TF
TOOSY FOUNDATION
وسیم طوسی ہسپتال ۔ نزد ہل پارک
شہید ملت روڈ ۔ کراچی

Marfat.com

Added ٢٩٧,٩٠٩
1 L 4 1

جملہ حقوق محفوظ بحق ڈاکٹر انور رشید طوسی
طوسی فاؤنڈیشن، وسیم طوسی اسپتال
ہل پارک، کراچی

GIFT BOOK
ACC. G 599
Date 14-6-2003
P.U. LIBRARY LHR.
65754

پہلی بار 1992ء
تعداد اشاعت 1000

مترجم : راجہ ف ــ م ــ ماجد

ISBN 969 - 30 - 1339 - 5

مطبوعہ
اکیڈیمک آفسٹ پریس
آرام باغ روڈ، کراچی۔

اشاعت برائے
طوسی فاؤنڈیشن
وسیم طوسی اسپتال
ہل پارک، کراچی۔

ناشران
اردو اکیڈمی سندھ، کراچی

DATA ENTERED

Marfat.com

انتساب

اسلام کے معاشرتی و معاشی نظام پر اس
مقالے کو میں عرب کے ریگزاروں کے نام
منسوب کرتا ہوں ـــــ
ـــــ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدوم مبارک نے مَس کیا ـــــ
ـــــ اور جن میں میرے اٹھارہ سالہ بیٹے
کا جسد خاکی آسودہ ہے۔

17-01-06
Gift
Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	1
1 -	زکوٰۃ	5
2 -	صدقات	13
3 -	انفقوا فی سبیل اللہ	27
4 -	غنم، غنیمت، یا "مال غنیمت"	49
5 -	اسلام کا معاشرتی و معاشی نظام	59
6 -	غار حرا ___ قدرت کا ایک معجزہ	73
7 -	ضمیمہ نمبر 1	87
8 -	ضمیمہ نمبر 2	109
9 -	BIBLIOGRAPHY	119

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

اسلام کے معاشرتی و معاشی نظام کا یہ مطالعہ قرآن مجید پر مبنی ہے جو میں نے دو دہائیوں سے زائد جدہ (سعودی عرب) میں قیام کے دوران میں کیا (جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا دروازہ ہے)۔ بحیثیت آرتھوپیڈک سرجن مجھے ہر قسم کے لوگوں سے ملنے اور ان سے بات چیت کرنے کا موقعہ ملا، جن میں عالم و جاہل، غریب و امیر، قوی و ضعیف سب شامل تھے۔

اپنے مطالعے اور تحقیق کے دوران میں یہ احساس ہوا کہ قرآن مجید کے تمام انگریزی تراجم انفقوا فی سبیل اللہ، زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور غنم جیسے الفاظ سے عاری ہیں۔ ان کا ترجمہ بالعموم Spendig, Charity, Regular charity, Poor man's due, Alms, Loot وغیرہ کیا جاتا ہے، جبکہ اردو تراجم میں صدقات کو ضابطہ زکوٰۃ کے ہم معنی بنا دیا گیا ہے۔ انفقوا فی سبیل اللہ کو، جو ربوٰ کی ضد ہے اور سودی نظام کی لعنت سے چھٹکارا پانے کا نسخہ ہے، خیرات کی طرح کے دوسرے اعمال کی طرح "خرچ کرنا" بنا دیا گیا ہے۔ غنیمہ کا ترجمہ "مال غنیمت" کیا گیا ہے۔

قرآن مجید (جہاں تک میں نے سمجھا ہے) کی اصطلاحات کا ترجمہ دنیا کی کسی لغات میں نہیں ملتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام ہیں جن کا صحیح مفہوم قرآن مجید کو دل لگا کر پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے جو تجربے، غور و فکر، تشریح و تفسیر، بحث و تمحیص اور مستقل تحقیق پر مبنی ہو۔ مثلاً

(الف) "فقراء" کا مطلب گداگر نہیں جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت 273 میں آیا ہے، جو خود اپنی تشریح کر رہا ہے۔

Marfat.com

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

2-273

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجتمندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے۔ اور تم قیافے سے ان کو پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اس کو جانتا ہے۔

(ب) "غنیمہ" کو بالعموم لوٹ مار اور مال غنیمت کہا گیا ہے۔ یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ "مال" خود عربی لفظ ہے لیکن اسے "غنم"، "مغانم" یا "غنیمت" کے ساتھ ایک بار بھی استعمال نہیں کیا گیا. حالانکہ قرآن مجید میں اسے متعدد بار دوسرے مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔

یہ مضامین صرف اس نیت سے تحریر کئے گئے ہیں کہ قرآن مجید کی اصطلاحات کے بارے میں (دانستہ یا نادانستہ) غلط فہمیاں دور کی جائیں اور دنیا کے ماہرین اقتصادیات کو وہ نشان راہ دکھائے جائیں جن کی مدد سے وہ قرآنی احکام پر مبنی، سود سے پاک نظام تشکیل دے سکیں تاکہ انسانیت ربوٰ کی لعنت سے نجات پاسکے۔ ان میں سے بعض مضامین کی نقول جناب گیسپ سکانی کو ارسال کی گئیں جو مسٹر بیتینو کراکسی (سابق وزیراعظم اٹلی) کے دفتر کے ڈائریکٹر ہیں، جو اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے خصوصی مشیر ہیں۔ جناب کراکسی کو تیسری دنیا کے بڑھتے ہوئے قرضوں کے معاملات کو سلجھانے کی پیچیدہ ذمہ داری

Marfat.com

سونپی گئی ہے۔ جناب سکانی کا جواب یہ تھا :

جناب طوسی!

اس خط کے ذریعے میں آپ کی اس گراں بہا رپورٹ کی وصولی کی رسید دے رہا ہوں جو آپ نے اسلام کے معاشرتی و معاشی نظام پر روانہ کی ہے اور میں تہہ دل سے اس کا شکر گزار ہوں۔ بلاشبہ یہ انفقوا فی سبیل اللہ اور اس کے ادراک کے نظریئے پر ایک بیش بہا تحریر ہے۔ آپ مطمئن رہیئے کہ میں اسے صدر بتینو کراکسی کے نوٹس میں ضرور لاؤں گا۔

میری طرف سے دلی احترام کے جذبات کے ساتھ ......

آپ کا مخلص

گیسپ سکانی

ڈائریکٹر، دفتر جناب بتینو کراکسی

مشیر خاص، سیکریٹری جنرل اقوام متحدہ

Marfat.com

آخر میں ضمیمہ نمبر 1 اور ضمیمہ نمبر 2 کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ضمیمہ نمبر 1 میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ان معاشروں میں، جہاں شراب نوشی، قمار بازی اور مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کو روا رکھا گیا ہے، ٹیکس ادا نہ کرنا قابل نفرت اور باعث شرم جرم سمجھا جاتا ہے اور ان ملکوں کے سربراہ اپنے ٹیکس اور اثاثوں کے شواہد برملا پیش کرتے ہیں۔ ضمیمہ نمبر 2 میں بعض قرآنی الفاظ و اصطلاحات کی سرسری اور نامناسب تشریح و ترجمے کی چند مثالیں دی گئی ہیں۔

میں ڈاکٹر خواجہ غلام کبریا کا شکر گزار ہوں جنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے ان مضامین کا مطالعہ کیا اور کئی قیمتی مشورے دیئے، جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔ وہ

اس کتاب کی اشاعت اور پروف ریڈنگ کے بھی ذمہ دار ہیں۔

14ر اگست 1992

انور رشید طوسی

طوسی فاؤنڈیشن
وسیم طوسی اسپتال
نزد ہل پارک، کراچی

Marfat.com

پہلا باب

زکوٰۃ

زکوٰۃ کا لفظ میرے لئے ہمیشہ مسحور کن رہا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے وہیں زکوٰۃ کا ذکر ضرور آیا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔ یہ معاشرتی انصاف، مساوات اور انسان کے انسان کے لئے حقوق کی ادائیگی (حقوق العباد) کی پاس داری کرتی ہے، جبکہ صلوٰۃ، صوم، حج اور جہاد حقوق اللہ ہیں۔

زکوٰۃ کو قرآن مجید سورۃ بقرہ آیت 177 میں لطیف انداز میں، دیگر تمام سخاوتوں مثلاً صدقات، خیرات، قرض حسنہ وغیرہ سے بالکل الگ مفہوم میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ دو ہجری میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس وقت امت مسلمہ تیزی سے پھیل رہی تھی اور ایک واضح نظام اور مرکز کے قیام کے لئے پر تول رہی تھی۔ البقرہ، قرآن مجید کی طویل ترین سورہ ہے اور اس میں نئے نئے اسلام لانے والوں کی عمومی رہنمائی اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے احکام آئے ہیں۔

(1)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج

2-177
نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور

تمام اردو تراجم تاج کمپنی لمیٹڈ کے مطبوعہ قرآن مجید 1985 سے لئے گئے ہیں، جس کے مترجم مولانا فتح محمد جالندھری ہیں۔

Marfat.com

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِى الرِّقَابِ ج
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ج

مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں۔

یہودیوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی ایسا ہی حکم دیا گیا تھا۔

2-83

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ
اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ
وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

سورۂ توبہ کی آیت نمبر 60 (9:60) میں زکوٰۃ اور صدقات کا فرق واضح کر دیا گیا ہے۔ یہ واحد سورہ ہے جو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع نہیں ہوتی۔ اس کا نزول 9ہجری میں ہوا اور اس میں مملکت کو چلانے کی پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے۔

مولانا فتح محمد جالندھری نے "صدقات" کا ترجمہ کرتے وقت بریکٹ میں یعنی "زکوٰۃ" کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

صدقات (ز)

9-60

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی مال خرچ کرنا چاہئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اس سورہ سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کو ان آٹھ مذکورہ مدات میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ بالعموم تبلیغ کی جاتی ہے (مگر شاذ و نادر ہی عمل ہوتا ہے۔) بدقسمتی سے علماء نے زکوٰۃ کو محض سرسری انداز میں لیا اور اس کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے اسے صدقات، خیرات، غرباء اور مساکین کے لئے خیرات، حق غرباء یا غرباء ٹیکس وغیرہ کے مفہوم میں لیا۔ قرآن مجید کے اتنے اہم لفظ (فرض یا حکم) کا ترجمہ کرنے کا کوئی سبب یا اس کے پیچھے کوئی منطق نظر نہیں آتی۔ اس لفظ کو ترجمے کے بغیر، اصل صورت میں لینا چاہئے جس طرح اللہ، کلمہ، حج، اسلام وغیرہ ہیں۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ قرآنی لفظ زکوٰۃ کا متبادل دنیا کی کسی زبان میں نہیں۔ یہ محض خیرات یا ٹیکس یا سخاوت یا کسی کے مال سے خاص نصاب سے کٹوتی نہیں۔ اس کی خلوص نیت سے ادائیگی اور فرض سمجھ کر اسے جمع کرنا روحانی بالیدگی اور فرد کے اثاثوں کی تطہیر کا باعث ہے۔

یہ کہنا لاحاصل ہے کہ بیشتر امراء حکومت یا مملکت کے محتاج ہوتے ہیں نہ اس پر انحصار کرتے ہیں۔ یہ غرباء ہیں جنہیں ریاست کی پناہ کی نہ صرف ضرورت ہوتی ہے بلکہ اس کے مستحق بھی ہوتے ہیں۔ کسی معاشرے کے امراء بجائے خود ایک طرح کی حکومت ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات کے لئے محض ان کی دولت کی طاقت کافی ہوتی ہے۔ ان

Marfat.com

کے لئے دنیا کے دور دراز خطوں سے اشیائے ضرورت کا حصول، نامور ماہرین تعمیر کے نقشوں کے مطابق محلات اور عمارات کی تعمیر، بچوں کی تعلیم یا اپنے لئے نجی اسپتالوں کا قیام ناممکن یا ناقابل عمل نہیں ہوتا۔ بے شمار امراء ایسے ہیں جن کے اپنے حفاظتی دستے ہیں اور وہ بوقت ضرورت سرکاری پولیس کی مدد یا تعاون کے خواہش مند نہیں ہوتے۔ اپنے گھروں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے ان کے پاس اپنے جنریٹر ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذاتی سڑکیں تعمیر کرسکتے ہیں اور نجی ہیلی کاپٹر وغیرہ رکھتے ہیں۔

کسی حکومت یا ریاست کے وجود اور قیام کا جواز غرباء اور مستحقین کی فلاح و بہبود ہی ہے۔ اگر کوئی ریاست انصاف پر کاربند ہے تو وہ درحقیقت معاشرتی فلاحی مملکت ہے۔ ایسی ریاست کا فرض ہے کہ غریبوں کو ان کے گھروں میں بجلی اور پینے کا پانی میسر ہو، سڑکیں ان کے گھروں کے دروازوں تک پہنچیں، ان کے بچوں کو اسکولوں تک لے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ موجود ہو اور دماغی اور مادی طور پر ان کے بچوں کے ارتقاء کے لئے تعلیمی ادارے موجود ہوں۔ ان کی ضرورت کے لئے اچھی طرح منظم اسپتال قائم ہوں۔ ریاست کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کو کام مہیا کرے یا زندگی گزارنے کے لئے ان کی مالی مدد کرے تاکہ وہ اپنی دیکھ بھال اچھی طرح کرسکیں اور گداگروں کی طرح سڑکوں پر مارے مارے نہ پھریں یا دوسروں کی امداد پر زندہ نہ رہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں زکوٰۃ جمع کرنا ریاست کی ذمہ داری تھی۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حسب خواہش جب چاہے اور جہاں چاہے غریبوں میں زکوٰۃ بانٹتا پھرے۔ درحقیقت غرباء اور مساکین کا وجود امراء کے دم سے ہے۔ امراء ریاست کے شہریوں کی حیثیت سے دولت کماتے ہیں، لیکن اپنی دولت میں ریاست کو شریک نہیں بناتے جو سب کے کام آنے کے لئے ہے۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کے نام پر برائے نام رقم کسی فرد یا ادارے کو دے دیں تاکہ پوری رقم ادا کرنے سے بچ جائیں، جس سے بہت سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ملکوں میں ٹیکس جمع کرنے کا نظام بہت سخت ہے اور قواعد و ضوابط پر عمل کرانے کے قوانین کڑے ہیں۔ ٹیکس چوری کی سزائیں سخت ہیں اور ناقابل

Marfat.com

ضمانت بھی۔ تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ جب افراد یا گروھوں نے پوری زکوٰۃ دینے سے انکار کیا یا اس سے چشم پوشی کی تو ان کی جائیدادیں ضبط کر کے فروخت کر دی گئیں اور حاصل شدہ رقم بیت المال میں جمع کرادی گئی۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے تو منکرین زکوٰۃ کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علماء نے صدقات اور زکوٰۃ کو آپس میں گڈمڈ کر دیا ہے۔ صدقات اختیاری ہیں جبکہ زکوٰۃ فرض عین ہے۔ صدقات نادار افراد، حاجت مند دوستوں، عزیز و اقارب، مساکین، غرباء اور ضرورت مند مسافروں کو دیئے جاسکتے ہیں۔ زکوٰۃ بالمقطع کسی تنظیم (یعنی حکومت) کو دی جانی چاہیئے جو تمام شہریوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہے۔ کسی فرد یا کسی ادارے کو زکوٰۃ کی ادائیگی، ریاست کے مالی وسائل کو کمزور کرتی ہے۔ مرکز جو رقم حکم خداوندی کے تحت سب سے جمع کرتا ہے، اس سے سربراہ ریاست کو، خواہ وہ خلیفہ ہو یا بادشاہ یا صدر، تقویت حاصل ہوتی ہے۔ پھر وہ جابر حکمران، آمر یا مرد آہن نہیں رہتا اور اس بات کو ذہن میں رکھتا ہے کہ ملک، ریاست یا قوم اس کے بغیر بھی رہ سکتی ہے۔

زکوٰۃ خدا کی طرف سے عائد کردہ فرض ہے۔ اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو پھر دولت کی محبت کو اللہ کی محبت کی خاطر قربان کر دو۔

قرآن حکیم کے مطالعے اور حدیث نبویؐ کو جاننے کے بعد کسی مسلمان کے لئے زکوٰۃ کی فرضیت میں ذرا سا بھی شبہ نہیں رہتا۔ یہ بنیادی رکن محض ماننے کے لئے نہیں، بلکہ یہ توامت مسلمہ کا بنیادی پتھر ہے، جس پر ایک جامع فلاحی ریاست تعمیر کی جاسکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ریاست قائم کر کے دکھا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے دور کی ریاست نے اس نظام کے معاشرتی، معاشی فوائد ثابت کر دیئے، کیونکہ اس سے لوگوں کو فراخی اور سکون حاصل ہوا جس سے عوام پر مسرت زندگی گزارنے لگے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کرام اور تابعینؒ نے زہد و انکساری کی عملی مثالیں قائم کیں۔ انہوں نے سربراہ مملکت کی ذمہ داریاں اس طرح نبھائیں کہ ان کے دل خوف خدا سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

Marfat.com

سورۂ آل عمران (آیت نمبر 7) میں آتا ہے کہ قرآن مجید کے دو حصے ہیں: (1) محکمات (جو قوانین و ضوابط پر مشتمل ہیں) اور (2) متشابہات (جو تمثیلات وغیرہ پر مشتمل ہیں۔) محکمات یا احکام خدلوندی، ایمان کا لازمی جزو ہیں اور مومنین کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے کسی چوں و چرا کے بغیر سر جھکا دیں۔

متشابہات یا تمثیلات کا ادراک عام انسان کو نہیں اور عام انسانوں کو ان سے اپنی عقل کے مطابق معانی اخذ نہیں کرنے چاہئیں۔ جو لوگ نادر یا باطنی معنی تلاش کرتے ہیں وہ درحقیقت مسلمانوں میں فتنہ و فساد کا بیج بوتے ہیں اور مزید تفرقہ اندازی کو ہوا دیتے ہیں۔ قرآن حکیم عام فہم، آسان اور مکمل کتاب ہے اور کسی شارح کی مدد کے بغیر خود اپنی تشریح کرتی ہے، (جیسا کہ 7 : 3 میں آیا ہے۔)

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

3-7

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہے اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ سب متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔ اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں۔

اسلام انفرادیت کو پسند نہیں کرتا۔ انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، لیکن قرآن کریم چاہتا ہے کہ نماز با جماعت ادا کی جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ، جو حقوق العباد

Marfat.com

میں سے ہے، خدا کی طرف سے فرض ہے اور انفرادی عمل نہیں، نہ رضا کارانہ ادائیگی کا نام ہے۔

مذکورہ بالا مندرجات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زکوٰۃ جمع کرنا اسلامی حکومت کا کام ہے جس کا مقصد وحید ہر شخص کی فلاح و بہبود ہے۔

بیسویں صدی کا انسان محض روٹی، کپڑا اور مکان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اسے حسب ضرورت اسپتال چاہئے، اسے تعلیمی اداروں کی ضرورت ہے اور اگر اسے مستقل بیماری یا معذوری لاحق ہو تو عمر بھر کے لئے کسی ادارے کی امداد لازمی ہے۔ اسے رسل و رسائل کا باقاعدہ نظام چاہئے۔ اسے اپنی آسودہ رہائش کے لئے بجلی درکار ہے۔ اسے لائبریریاں، اسکول اور ذرائع ابلاغ درکار ہیں تاکہ وہ اپنے آپ سے اور اپنے ماحول سے آگاہ ہو سکے۔ اسے انصاف چاہئے، چاہے وہ کتنا ہی تہی دست کیوں نہ ہو۔ انصاف اس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ اسے مستقل کام چاہئے تاکہ وہ اپنی ضرورتیں پوری کر سکے اور پیرانہ سالی میں اسے پنشن یا امداد کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

دوسرا باب

صدقات

پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ بالعموم لفظ زکوٰۃ کو صدقات، خیرات، غرباء کی امداد، غرباء کا حق وغیرہ کے معنوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی مختلف آیات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ زکوٰۃ ان آٹھ اقسام میں تقسیم کرنے کے لئے نہیں جو عام تفاسیر میں مذکور ہیں۔

اس باب میں راقم یہ واضح کرنے کی کوشش کرے گا کہ "صدقہ" یا "صدقات" کے الفاظ غلط فہمی کی بناء پر سخاوت یا خیرات کے معنوں میں لئے گئے ہیں۔ "صدقات" بھی اہم احکام میں سے ہے اور زکوٰۃ کا تکملہ ہے تا کہ کسی اسلامی ریاست میں معاشرتی فلاحی نظام قائم کیا جاسکے یا ایسے خطوں میں، جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں، ان میں جذبہ تعاون اور باہمی مفاہمت پیدا کی جاسکے۔

"صدقہ" کا لفظی مفہوم "سچ" یا "سچا ہونا" ہے۔ گویا کسی کو، افراد اور معاشرے سے، دوسروں کی امداد کرنے کی مضمر اور امکانی اہلیت اور صلاحیت چھپانی چاہئے نہ اس سے انکار کرنا چاہئے۔

"صدقہ" واحد ہے اور "صدقات" اس کی جمع ہے۔ صدقہ ان لوگوں پر فرض ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دولت، علم، دنیاوی جاہ و حشمت سے سرفراز فرمایا ہے تا کہ وہ ان غرباء اور حاجت مندوں کی مدد کر سکیں جو ان سے امداد کے طالب ہوں۔ "صدقہ" اور "صدقات" کا ذکر سب سے پہلے سورۂ یوسف (12:88) میں آیا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا آخری دور تھا۔ مدینہ منورہ میں، 9 ہجری میں، جب سورۂ توبہ

Marfat.com

(9:60) آپؐ پر نازل ہوئی تو رفتہ رفتہ صدقات کو ایک نظام کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس سورۃ میں ان تمام ریاستی احکام و قوانین کا ذکر ہے، جن کا تعلق تمام ساز و سامان کے ساتھ ریاست کی تشکیل و تنظیم سے ہے۔ یہ سورۃ اس لئے بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہے کہ قرآن حکیم کی 114 سورتوں میں سے یہ واحد سورۃ ہے جو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے شروع نہیں ہوتی۔

صدقات کو بھی کئی مسلم علماء نے، قرآن مجید کی آیت " ھٰذا فریضہ من اللہ " کو نقل کرتے ہوئے اسے زکوٰۃ کے معنوں میں لیا ہے۔ انہوں نے سورۂ توبہ (9:103) سے سند پیش کرتے ہوئے لفظ "خذ" (لے لو) سے یہ مفہوم نکالا ہے۔

9-103

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا.

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے، مگر یہ خطا انسانی ہے، خداوندی نہیں۔ ہم عاجز بندوں کو اپنے محدود علم اور تجربے کا اعتراف کرتے ہوئے قرآن حکیم کے کسی لفظ کو تبدیل کرنا چاہئے نہ اس کی جگہ کوئی نیا لفظ لانا چاہئے۔

18-27

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتٰبِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۝

اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور اس کے سوا تم کہیں پناہ بھی نہیں پاؤ گے۔

ان مختلف آیات کے تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صدقات ایسی شئے موجود ہے جو کسی مربوط، ہمسری سے عاری، خوش حال اور ترقی یافتہ

Marfat.com

معاشرے کے ارتقاء کے لئے ضروری ہے۔

درج ذیل آیات کا، جو مالی وسائل اور ان کے مستحقین کے بارے میں ہیں، بہت غور سے مطالعہ کرنا چاہئے:

صدقات:

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥

9-60

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی مال خرچ کرنا چاہئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

مال علیٰ حبہ:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج
وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ لا وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِي الرِّقَابِ ج
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج

2-177

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں۔

Marfat.com

احسان :

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

2-83

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

انفقوا :

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

2-215

(اے محمد) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو (لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

مندرجہ بالا چاروں آیات کا بغور مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ صدقات لوگوں کی آٹھ اقسام میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ بشمول ان کے جو انہیں جمع کرنے اور تقسیم کرنے پر مقرر ہیں، "والدین، ذوی القربیٰ اور یتامیٰ" کو خارج کرنے سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ صدقات درج ذیل کو نہیں دیئے جاسکتے :

1۔ والدین

2۔ رشتے دار

Marfat.com

3- یتیم

یہ بات بظاہر عجیب نظر آئے گی، لیکن اسے عقلی اور منطقی طور پر واضح کیا جاسکتا ہے۔ صدقہ یا صدقات عارضی اور ہنگامی امداد ہیں۔ والدین، عزیز و اقارب اور یتیم، امیر رشتہ داروں اور شہریوں کی ذمہ داری ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے دست نگر والدین اور یتیموں کے لئے امداد کا باقاعدہ اور مسلسل بندوبست کریں تاکہ وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرسکیں یہاں تک کہ ان کے حالات بدل جائیں یا ان کا مقصد حاصل ہوجائے۔

مندرجہ بالا آیات خود اپنی تشریح کررہی ہیں۔
مستحقین کی فہرست ایک جدول کی صورت میں نیچے دی گئی ہے :

صدقات (9 : 60)	مال علیٰ حبہٖ (2 : 177)	احسان (2 : 83)	انفقوا (2 : 215)
الفقراء	القربیٰ	الوالدین	الوالدین
المساکین	الیتامیٰ	القربیٰ	الاقربین
العاملین	المساکین	الیتامیٰ	الیتامیٰ
مئولف القلوب	ابن سبیل	المساکین	المساکین
الرقاب	السائلین	قولوللناس حسنا	ابن سبیل
الغارمین	الرقاب		مافعلوا من خیر
ابن سبیل			

یہ بات قابل غور ہے کہ صدقات سے متعلقہ آیت میں والدین، رشتہ دار اور یتامیٰ مذکور نہیں ہیں، لیکن "احسان" اور "انفقوا" کے زیر عنوان آیات میں ان کا ذکر آیا ہے۔ یہ صدقات اور دیگر رضا کارانہ اقسام کی امداد کے درمیان دانستہ اور اہم

Marfat.com

فرق ہے۔

پہلے باب اور مندرجہ بالا سطور کا جائزہ لینے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ زکوۃ کا مقصد مملکت یا ریاست کے لئے تمام شہریوں کے لئے فلاحی نظام قائم کرنا ہے۔

کسی ریاست کے شہری فوائد اور فرائض میں یکساں شریک ہوتے ہیں۔ زکوۃ، ہر شخص اپنے اثاثوں، دولت اور اسباب تجارت وغیرہ پر ادا کرتا ہے۔ زکوۃ ادا کرنے کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے۔ زکوۃ سال میں ایک دفعہ ادا کی جاتی ہے۔ یہ فرض ہے اور اس کی عدم ادائیگی مستوجب سزا ہے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہے۔

صدقات ایک جامع اصطلاح ہے، جو بنیادی طور پر رضا کارانہ ہے اور امراء کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے افراد، افراد کے گروہ کے مقامی اور ریاست سے زیر یں غیر منافع بخش تنظیموں کو ان میں شریک کریں تا کہ معاشرے کا بھلا ہو اور خود کو بھی خوشی اور اطمینان قلب نصیب ہو۔

اختصار سے کام لیتے ہوئے، صدقات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) ہمدردانہ جذبات رکھنے والے مسلمان کے طور پر

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بیمار، زخمی اور غم زدہ کو تسکین پہنچائے، بھولے بھٹکے کو راہ دکھائے، کسی ان پڑھ یا جاہل کو تعلیم دے اور دوسرے ہم نفسوں کے غم اور خوشی میں شریک ہو۔ یہ کسی انسان کی دوسرے انسان کے ساتھ ہمدردی اور مہربانی ہے جس میں کسی قسم کا مالی یا مادی خرچ نہیں۔ دینے والے کو اس سے دل کا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور آپس میں محبت، احترام اور مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

2-263

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ○

جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بےادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور خدا بےپروا (اور) بردبار ہے۔

(2) کسی فرد کی معقول مالی امداد :

مال اور جنس کی صورت میں ان لوگوں کی مدد کی جا سکتی ہے جو حاجت مند ہوں۔ کسی اچھے منظم معاشرے میں بھی یہ ضروری ہے، اس لئے کہ بعض اوقات دفتری کارروائی کی وجہ سے کسی کی فوری مدد ممکن نہیں ہوتی، کیونکہ دفتری کارروائی میں افسران بالا کی منظوری وغیرہ کے باعث تاخیر کا امکان ہوتا ہے۔ یہ فوری مدد وہ فرد یا افراد کر سکتے ہیں جو کسی تکلیف دہ سانحہ یا حادثے کے وقت موقع پر موجود ہوں۔

2-271

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اگر تم خیرات ظاہر کر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے۔ اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

(3) علاقے یا معاشرے کی مالی امداد اور چندہ وغیرہ :۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود بعض افراد ایسے بھی ہوں گے جو مسجد، مدرسہ، اسپتال، یتیم خانہ یا محتاج خانہ، لائبریری یا تفریح گاہ بنا کر اپنے طور پر دوسروں کے کام آنا چاہیں گے۔ اسی طرح ٹرسٹ، فاؤنڈیشن، تحقیق گاہوں اور اوقاف کا معاملہ ہے۔ افراد سے حاصل کردہ ایسی رقوم کا حساب کتاب حکومت کی زیر نگرانی ہونا چاہئے تاکہ مستحقین کو

فائدہ پہنچے۔ ایسے بلا منافع اداروں کا قیام، معاشرے میں فلاح و بہبود کا ضامن ہوتا ہے۔ یہ رضا کارانہ امداد اس لئے بھی ضروری ہے کہ حکوت کے پاس ان کاموں کے لئے ذرائع، مالیاتی گنجائش یا ضروری کوائف نہیں ہوتے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کسی علاقے کے لوگ، مقامی حکومت کی زیر نگرانی خود چندہ جمع کرتے ہیں یا ٹال ٹیکس لگا کر سڑک وغیرہ کو استعمال کرنے والوں سے رقم وصول کرتے ہیں۔

اس سے قرآن مجید کی سورۂ توبہ آیت ۱۰۳ میں وارد ہونے والے لفظ "خذ" کا مفہوم اور صدقہ سے تعلق واضح ہو جاتا ہے، جس سے بالعموم علماء نے صدقات اور زکوٰۃ کو ایک ہی چیز سمجھنے کی غلطی کی ہے۔

سید قطب نے اپنی کتاب "اسلام ایک غلط سمجھا ہوا مذہب" میں ملکہ وکٹوریہ کے دور کے وزیر اعظم گلیڈ سٹون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے برطانوی دارالعوام میں قرآن مجید کو اپنے ہاتھوں میں اٹھاتے ہوئے کہا: "جب تک مصریوں کے پاس یہ کتاب ہے، ہمیں اس سرزمین میں کبھی سکون اور امن حاصل نہیں ہو سکتا"...... بعد میں مصر نے جو تعلیمی پالیسی اپنائی تھی اس کی بدولت طلبہ اسلام کے مبادیات سے بالکل ناواقف ہو گئے۔ انہیں صرف یہ معلوم تھا کہ اسلام ایک مذہب ہے جو عبادت، نماز، خدا کی حمد و ثناء اور صوفیانہ اعمال پر مشتمل ہے، یا یہ کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس سے خدائی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور یہ کہ اسلام بہترین اور اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار کی طرف نظریاتی دعوت ہے۔ طلبہ کو کبھی یہ نہیں بتایا گیا کہ اسلام، ایک مکمل معاشرتی معاشی نظام حکومت ہے یا کوئی آئین ہے یا زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ضابطہ حیات ہے۔ اس کے برعکس انہیں مستشرقین کے پیدا کردہ شکوک یا یورپی مشنریوں کے شرانگیز پروپیگنڈے کی تعلیم دی جاتی تھی تاکہ مسلمان اپنے دین سے بیزار ہو جائیں اور استعمار پسندوں کی فتنہ پردازیوں کا آسانی سے شکار ہو جائیں"۔

GIFT BOOK G-599

اسلام کے معاشرتی معاشی نظام پر ایک اور باب میں وہ یوں لکھتے ہیں :

"یوں اسلام کا اس سلسلے میں دہرا مقصد ہے : انفرادی زندگی میں یہ ہر ایک کو منصفانہ اور وافر حصہ دینا چاہتا ہے تا کہ وہ صاف، ستھری اور پاکیزہ زندگی گزار سکے۔ اجتماعی طور پر یہ تمام اشیاء کو اس طرح ترتیب دیتا ہے کہ معاشرے کی تمام سماجی قوتیں اسلام کے بنیادی نظریئے کے مطابق، ترقی و تہذیب کو فزوں تر کرنے میں مد ثابت ہوں اور اس نظریئے کا مقصود اجزاء اور کل، افراد اور معاشرے میں توازن پیدا کرنا ہے۔"

جناب انور علی، اپنی کتاب "اسلام، نظریہ اور اہم مسائل" میں کہتے ہیں :

"معاشرے کے تحفظ کے کسی بامعنی نظام کی تشکیل کے لئے، ریاست کو یہ کام پورا پورا سنبھال لینا چاہئے تا کہ شریعت کی روح پر عمل ہو سکے۔ اسلام کسی ناممکن بات کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ صرف وہی چاہتا ہے جو منصفانہ اور قابل عمل ہو۔ اسلام زندگی میں ہم آہنگی کا قائل ہے۔ یہ صاحب حیثیت اور بے حیثیت لوگوں میں توازن چاہتا ہے۔ اسلام کا ظہور ہی اس لئے ہوا کہ متحارب مفادات میں ہم آہنگی پیدا ہو ...... اسلام نے معاشرتی تحفظ کے نظام پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، تاہم مسلم امت نے بالعموم اور علماء نے بالخصوص اس نظام کے قیام کی پرزور تائید کرنے میں کوتاہی کی ہے ...... مختصراً، اسلام ایک طرف روحانی اور مادی معاملات میں امتزاج کا قائل ہے اور دوسری طرف مادی ضرورتوں کے حصول کی خاطر انسانوں کے اجتماعی تعلقات میں قرین انصاف توازن چاہتا ہے۔ اسلامی نظریہ، سرمایہ داری اور اشتراکیت کی دو انتہاؤں کے درمیان عملی اور معقول راستہ اختیار کرتا ہے۔ فرد کی عزت اور آزادی کا علمبردار ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام قومیت کے جذبات سے بالاتر ہمہ گیر ماحول میں معاشرتی انصاف کی تائید و حمایت بھی کرتا ہے۔"

جناب محمد اسد نے اپنی کتاب "اسلام میں حکومت اور ریاست کے اصول" میں لکھا ہے :

"کسی مملکت کے "اسلامی" کہلانے کا استحقاق اس بات پر مبنی ہے کہ اس کے

Marfat.com

آئین میں اسلام کے وہ واضح اور غیر مبہم احکام درج ہوں اور ان پر عمل بھی ہوتا ہو، جن کا براہ راست تعلق معاشرے کی معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی سے ہو۔ دیکھا جائے تو ایسے احکام کی تعداد زیادہ نہیں اور وہ واضح بھی ہیں اور وہ اس قسم کے ہیں کہ کسی بھی دور اور معاشرتی حالات کی ضروریات کو بخوبی پورا کر سکتے ہیں۔"

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قرآن حکیم میں دیئے گئے صدقات کے احکام کو پوری طرح سمجھنا ضروری ہے۔ وہ لازمی طور پر ایسے فلاحی معاشرے کے قیام میں ممد ہیں جو انصاف اور عدل پر مبنی ہو اور اسی لئے اس لفظ کا ترجمہ محض "خیرات" کر دینا مناسب نہیں۔ اسی طرح صدقات اور زکوٰۃ کو خلط ملط کر دینا قطعاً درست نہیں۔

زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی حکومت اور عوام کو یکجان معاشرتی و معاشی وحدت بناتی ہے، جس سے خود بخود، خدائی ہدایت کے تحت ایک فلاحی ریاست قائم ہو جاتی ہے۔

"صدقات" فرد اور فرد کے درمیان اور فرد اور معاشرے کے درمیان سماجی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ یہ کسی استثناء کے بغیر، امیر اور غریب پر یکساں عائد ہوتی ہے۔ یہ کسی ملک کے کسی خطے کے لوگوں کی، ایک خود کفیل معاشرتی نظام کے قیام کی خاطر لازمی ادائیگی ہے، جو اسلامی معاشرتی انصاف پر مبنی ہو۔ یہ دینے والوں اور لینے والوں کے درمیان مضبوط بندھن ہے اور کسی معاشرے کو تشکیل دینے والے تمام فرقوں اور جماعتوں کے درمیان پائی جانے والی رنجشوں اور اختلافات کو کم کرنے کا باعث ہے۔

ایک بات واضح ہے کہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ حیات میں اسلام کے اصولوں کے قبول و نفاذ ہی میں پاکستان کی نجات و بقاء کا راز مضمر ہے۔

جناب محمد شریف طوسی (ایم آر ٹی) نے اپنی کتاب "مسلم لیگ اور تحریک پاکستان" میں حالات کا صحیح ادراک کرتے ہوئے لکھا تھا:

65754

Marfat.com

"صرف مادی خوشحالی کی بناء پر، اسلام صاحب حیثیت اور بے حیثیت افراد میں طبقاتی منافرت کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کو مسترد کرتا ہے، کیونکہ دونوں انتہا پسندانہ نظریات پیش کرتے ہیں۔ ایک نظام ایسی صورت حال پیش کرتا ہے جہاں اعلیٰ طبقات ریاست کے امور پر چھائے ہوئے ہوتے ہیں، جبکہ دوسرا نظام ایک ایسے جتھے کی بے لگام آمریت کی طرف لے جاتا ہے جسے مزدور طبقہ کہا جاتا ہے اور ان کے نام پر تقریر کی آزادی سمیت تمام بنیادی حقوق کا گلا گھونٹ دیتا ہے۔ اسلام نے اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جو قرآن حکیم میں وارد ہوئے ہیں اور یہ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جس میں لوگوں کے مختلف طبقات میں معقول توازن ہو۔"

جو لوگ وسائل دولت، فرائض، اچھے دور اور برے دور میں ایک دوسرے کے ساتھی ہوں وہی خوش اور مطمئن ہوتے ہیں۔ قوم ایک خاندان کی طرح ہے۔ اسے دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہئے۔ ہماری موجودہ صورت حال، زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں بنیادی تبدیلی کی متقاضی ہے۔ اسی طرح ہمیں اپنے دوستوں اور ان کے ارادوں، اپنے ہمسایوں اور ان کے رویوں کے بارے میں نقطہ نظر کی اصلاح کرنی چاہئے۔ ہمیں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا ہے، جس میں باہمی اعتماد اور نیک نیتی کی فضا ہو۔

کسی ایسے معاشرے میں، جہاں کسی فرد کو اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے لئے اپنی معصومیت کا ثبوت دینا پڑے، اعتماد پیدا نہیں ہوسکتا۔ اعتماد ہی سے اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ محبت سے محبت اور خیر خواہی سے خیر خواہی پیدا ہوتی ہے۔ عوام الناس سے رشتہ استوار کرنے اور فتنہ و فساد کی آگ میں جلتی ہوئی قوم کی تعمیر نو کے لئے یہی ہمارا شعار ہونا چاہئے۔

Marfat.com

ہمیں قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں خداوندی تنبیہات کو مدنظر رکھنا چاہئے :۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى	53-39 اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ	13-11 خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا	3-103 اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

زکوٰۃ اور صدقات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے :۔

زکوٰۃ	صدقات
1۔ خدا کی طرف سے عائد کردہ فرض ہے۔	قرآن و سنت کی رہنمائی میں ایک فرد کا دوسرے فرد پر فرض ہے۔
2۔ خدا کا مقرر کردہ مخلوق کا حق ہے۔	فرد کا فرد پر ضمیر کے مطابق حق ہے۔
3۔ قانونی ذمہ داری ہے جس کے ادا کرنے سے ایمان کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔	انسان اور انسان کے درمیان اور انسان اور معاشرے کے درمیان اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔
4۔ مسلمان ادا کرتے ہیں اور اسلامی ریاست اسے وصول کرتی ہے۔	شہریوں کی اپنے ساتھی شہریوں کی بہتری کے لئے امداد اور حکومت کو معاشرتی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے مدد ہے۔

Marfat.com

5۔ اللہ کی خاطر حق و دیانت کی علمبرداری کے لئے ہے۔	کسی معاشرے میں فرد اور فرد کے درمیان حق کی سربلندی کے لئے ہے۔
6۔ عدم ادائیگی مستوجب سزا ہے اور یوم آخرت پر قابل مواخذہ ہے۔	عدم ادائیگی مستوجب سزا نہیں، مگر معاشرتی طور پر ناقابل قبول ہے۔
7۔ تمام صاحب نصاب افراد کے لئے ادائیگی فرض ہے۔	غریب اور امیر یکساں دے سکتے ہیں۔
8۔ سال میں ایک بار ادا کرنا ہوتی ہے۔	جب اور جیسے چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔
9۔ شرح زکوٰۃ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ڈھائی فی صد سے بیس فی صد تک کے درمیان مقرر ہے۔	کوئی شرح مقرر نہیں۔ جب چاہیں جتنا چاہیں دے سکتے ہیں۔ ملائم الفاظ بھی صدقہ ہیں۔
10۔ اسلامی ریاست اپنے شہریوں کی فلاح کے لئے خرچ کر سکتی ہے۔	آٹھ اقسام کے افراد کو دیئے جا سکتے ہیں جن میں الفقراء، المساکین، العاملین، مولف القلوب، الرقاب، الغارمین، فی سبیل اللہ، اور ابن سبیل شامل ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

تیسرا باب

انفقوا فی سبیل اللہ

دین اسلام عام لغوی اور محدود معنوں میں "مذہب" نہیں، کیونکہ یہ صرف بندے اور اللہ کے درمیان ذاتی اور نجی تعلق تک محدود نہیں۔ یہ تو ایک مکمل اور جامع نظام حیات اور ضابطہ اخلاق ہے، جو ایک طرف بندے اور اللہ کے درمیان رشتے کے بارے میں قواعد و ضوابط وضع کرتا ہے اور دوسری طرف بندوں کے درمیان آپس کے تعلقات کو واضح کرتا ہے۔ اسی طرح یہ زندگی کے ذاتی اور معاشرتی پہلوؤں کو یکجا کرتا ہے۔ اسلام میں روزمرہ کی زندگی سے متعلق عقائد و عبادات، مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ کی ہدایات کے ساتھ ساتھ، ایسے احکام و ضوابط بھی ہیں جو کسی مسلمان کے اپنے خاندان، معاشرے، قوم، امت اور انسانیت کے ساتھ تعلقات کو متعین کرتے ہیں۔ اسلام، معاشرتی رویئے اور سلوک کو باضابطہ بنا کر، فرد کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ کرتا ہے۔ اب یہ جاننا دشوار نہیں کہ معاشرتی شعور اور شہریت سے آگاہی، اسلامی طرز حیات کی اصل بنیاد ہیں۔

قرآن حکیم جادو اور سحر کے نسخوں کی کتاب نہیں، جن پر عمل کرنے سے پریشانیاں دور ہو جائیں۔ اس کتاب کا مقصود یہ بھی نہیں کہ اس کے مفاہیم کی تشریح میں بے مغز موشگافیاں کی جائیں۔ قرآن حکیم تو حقیقت میں ساری انسانیت کے لئے دانائی اور رہنمائی کی کتاب ہے۔ اس کے احکام سادہ ہیں جو آسانی سے سمجھ میں آ جاتے ہیں اور قابل عمل ہیں۔ یہ انسان کی آفرینش اور تاریخ کو ازل سے لے کر اب تک تمام ادوار میں اس لئے بیان کرتا ہے کہ یوم حشر تک کے لئے انسان کو سبق حاصل ہو۔

وہ جامع اور بلیغ معاشرتی اور معاشی نظام جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش

Marfat.com

کیا اور جس پر خلفائے راشدینؓ بھی کاربند رہے، اسلام کے سنہرے دور کے خاتمے پر پیدا ہونے والے فتنہ و فساد کے سبب صرف نظر ہو گیا۔ ماہرین عمرانیات نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ خدائی پیغام کو سمجھنے میں کج فہمی کا اظہار کیا گیا اور معقول اور مناسب طور پر اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ ہو سکتا ہے اسے پوری طرح نافذ کرنے میں انسان کی کوتاہی کا سبب یہ ہو کہ اسلام کی آفاقیت، انسانی عقل سے مقدم رہی ہو۔

مصر کا مشہور مسلمان عالم، سید قطب کسی حد تک اس کا ذمہ دار اس تعلیمی پالیسی کو ٹھہراتا ہے جو شہنشاہوں کے حکم پر نافذ کی گئی:

"اسلام کو محض عبادات کا مذہب قرار دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہوتی رہے یا صوفیانہ اعمال کو جاری رکھا جائے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن ایک ایسی کتاب بن کر رہ گیا جس کی تلاوت اللہ کی رحمت طلب کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ طلبہ کو یہ ذہن نشین کرایا جاتا تھا کہ اس دور کا سب سے کامیاب معاشرتی نظام وہ ہے جو یورپ کے پاس ہے، بہترین اقتصادی نظام وہی ہے جسے یورپ کے فلسفیوں نے تراشا ہے اور بہترین آئین حکومت وہ ہے جس پر یورپ کے باشندے عمل کر رہے ہیں"۔

علامہ اقبال نے وضاحت کی ہے کہ انسان کے زمین پر خدا کا خلیفہ بننے کا مقصد ایک ایسی عالمگیر برادری کی تشکیل تھا جس میں فرد کو اپنے ماحول سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی پست بلتوں کے ساتھ بھی جنگ کرنی پڑے اور اس کی صورت یہی ہے کہ وہ نئے خیالات اور خواہشوں کی مسلسل تخلیق کرتا رہے۔ انسان کا مطمع نظر یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اندر صفات الٰہی پیدا کرے تاکہ وہ ایسی مضبوط شخصیت کا مالک ہو جو اسے اللہ تعالیٰ کے قریب لے جائے۔ انسان اس دنیا میں کئے ہوئے تمام اعمال کے لئے جوابدہ ہے اور اپنی نیکوکاری کے لئے دائمی نعمتوں کا مستحق ہو گا۔

اس مرغوب نصب العین کے حصول کے لئے قرآنی حکم، انفقوا فی سبیل اللہ کا

Marfat.com

تفصیلی مطالعہ ضروری ہے۔ بدقسمتی سے یہ نادر تصور جس کی عالمگیر موزونیت ہے، اب تک اسلام کے معاشرتی اور معاشی نظام کے بنیادی رکن کی حیثیت سے نظروں سے اوجھل رہا ہے۔ اس کا مقصد حرص و ہوس، خود غرضی اور چند ہاتھوں میں دولت کے غیر ضروری ارتکاز کا خاتمہ ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کا حکم قرآن مجید میں زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کے بارے میں دوسرے احکام کے مقابلے میں زیادہ بار آیا ہے۔ اسے قران کے متن ہی سے سمجھنا چاہیے۔ مفسرین نے انفقوا کا ترجمہ "خرچ کرنا" کیا ہے۔ یہ ترجمہ بظاہر غلط اور گمراہ کرنے والا ہے۔ خرچ کرنے سے اصل سرمایہ کم ہو جاتا ہے جس کا انجام تہی دستی ہو گا۔ اسے سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیت کی روشنی میں ترجمہ کرنا چاہیے :

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

2-219
اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کون سا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ انفقوا کا مقصد غیر ضروری جمع شدہ سرمائے اور املاک میں دوسرے انسانوں کو شریک کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں شراکت کے اس عمل سے اطمینان اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح کا حاصل کردہ "سکون" انسان کو بہتر شہری بناتا ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے موضوع پر درج ذیل نکات ہمیں اس کا بار بار مطالعہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں :

(1) انفقوا فی سبیل اللہ پر زکوٰۃ، صدقات، خیرات، قرض حسنہ وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ آیات وارد ہوئی ہیں۔

Marfat.com

(2) سورۂ توبہ میں، جو ترتیب نزولی کے لحاظ سے (113) ویں سورۃ ہے۔ انفقوا فی سبیل اللہ کا ذکر، بعض شرائط کی پابندی کے ساتھ، زیادہ وضاحت سے آیا ہے۔ یہ تقریباً آخر میں نازل ہوئی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع ہوتی ہے۔ یہ سورۃ اول اول نازل شدہ احکام اور ہدایات پر آخری مہر ثبت کرتی ہے۔ یہی سورۃ ہے جس کی (60) ویں آیت میں صدقات کا لفظ، زکوٰۃ کے حکم سے الگ کر دیا گیا اور اسی میں صدقات کے مستحقین کی وضاحت کی گئی ہے۔ مسلمان علماء نے صدقات اور زکوٰۃ کو ہم معنی سمجھ کر غلطی کی ہے۔ اس خلط مبحث نے مسلمان ریاست کے قیام کا تصور تباہ کر دیا ہے۔ ہم سب یہی کہتے ہیں اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے، لیکن اسلامی حکومت چلانے کے لئے ہم کوئی وسائل مہیا نہیں کرتے۔ موجودہ مالی نظام مغرب سے مستعار لیا ہوا ہے۔

قرآن حکیم نے زکوٰۃ کے مستحقین کی وضاحت نہیں کی، نہ اس کی وصولی کی شرح مقرر کی ہے۔ تاہم سورۃ (2) آیت (177) سے یہ واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لئے نہیں۔ آیت مذکورہ میں خیرات کی تقسیم کی اقسام بتائی گئی ہیں اور زکوٰۃ کا حکم صلوٰۃ کا لفظ درمیان میں لاکر الگ کر دیا گیا ہے۔ راقم کی خواہش ہے کہ ہمارے علماء اس آیت کو بار بار پڑھیں۔ بدقسمتی سے قرآن مجید کے انگریزی تراجم نے زکوٰۃ اور صدقات کے الفاظ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور غلطی سے ان کی جگہ Regular Charity اور Charity کے الفاظ درج کئے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے صرف انفقوا فی سبیل اللہ کا سات سو گنا اجر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس قسم کا اجر زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ کے لئے نہیں ہے۔

Marfat.com

(4) انفقوا فی سبیل اللہ میں لوگوں کو شریک کرنے کا بطور احسان ذکر کرنا یا اس کا صلہ چاہنا ممنوع ہے۔ یہ تو بس اللہ کی راہ میں دینا ہے تاکہ اس کا فضل شامل حال ہو۔

(5) یہ ضروری ہے کہ انفقوا فی سبیل اللہ پر عمل انسان کے مال حلال میں سے یا جائز طور پر کمائی ہوئی دولت میں سے ہو۔

انفقوا فی سبیل للہ ایک وسیع موضوع ہے جس کا تعلق انسان اور انسانیت سے ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جس میں آفاقیت پوشیدہ ہے۔ اس کا اثر و نفوذ ہر انسان اور پوری قوم پر حاوی ہے۔

دنیا میں یہی امن و سلامتی اور یگانگت کی کنجی ہے۔
اس پر عمل، ربوٰ کی لعنت کا سر ابتداء ہی میں کچل دیتا ہے۔
یہ انسان کے لئے اپنے خالق کا شکر ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

یہ بات عجیب نظر آتی ہے کہ انفقوا فی سبیل اللہ جیسے اہم موضوع کو کیسے نظر انداز کر دیا گیا؟ قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے راقم نے درج ذیل آیت دیکھی :

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ

40 - 60
اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔

اس آیت نے راقم کو قرآن مجید کا از سر نو مطالعہ کرنے پر اکسایا۔ راقم کی حیرت دوچند ہو گئی جب اس نے دیکھا کہ اس سوال کا جواب تو خود قرآن مجید میں سورۂ فاتحہ 1 : 5 کے بالمقابل موجود ہے جسے مسلمان پنج وقتہ نمازوں کی ہر رکعت میں تلاوت کرتے ہیں۔ "(اے اللہ) ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔" اور وہ جواب ہے : (3 : 2)

یعنی جو لوگ ایمان لاتے ہیں، انہیں اپنے رزق میں دوسروں کو شریک کرنا چاہئے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ

اس موقع پر قرآن مجید کی بعض اصطلاحوں کی تشریح ضروری ہے تاکہ موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

رزق :

اس کا ترجمہ بالعموم کھانا پینا یا خوراک کیا جاتا ہے۔ ہر وہ چیز جو کسی کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہو، رزق ہے۔ اس میں زمین و آسمان اور ان کے درمیان کے تمام وسائل شامل ہیں۔ روشنی، طاقت، حرارت، بارش، دریا، ہوا، نمکیات، معدنیات، کوئلہ، تیل وغیرہ جیسے وسائل میں تمام انسانیت کو برابر شریک کرنا چاہئے۔

آدم :

حضرت آدمؑ سب سے پہلے انسان تھے۔ یہ عربی لفظ "ادیم" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے مٹی سے بنا ہوا یا مٹی سے نسبت رکھنے والا۔ یہ تنہا انسان زمین کے تمام اجزاء و عناصر کا مالک تھا۔ گویا وہ زمین کے مکمل وحدت ہونے کا نمائندہ ہے۔ وہ اور اس کی اولاد "اشرف المخلوقات" ہیں۔ وہ ایک طرح سے، زمین کے ایک وحدت ہونے اور انسانیت کے ایک ہونے کی علامت ہے۔ اسلام نسلی، لسانی، طبقاتی یا قومی گروہ بندی کو تسلیم نہیں کرتا۔ یوم حشر، امیر و غریب اپنے اپنے اعمال کے ترازو میں تولے جائیں گے۔

انسان :

یہ عربی لفظ ہے اور اس کی جمع "الناس" ہے۔ اس کا مادہ "انس" ہے، جس کے معنی محبت، الفت، دوستی وغیرہ ہیں۔ یہ لفظ ہی انسان کی تخلیق کا سبب ظاہر کرتا ہے کہ

Marfat.com

وہ جانوروں کی طرح خود غرض نہ ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ نے عقل، دماغ اور عمدہ کام کرنے والے ہاتھ دیئے ہیں۔ اسے عقل و شعور اور اختیار بخشا کہ وہ صحیح و غلط میں امتیاز کر سکے۔ وہ دوسروں کے ساتھ علم میں شریک ہو کر اور اپنی جسمانی کوششوں سے کائنات کے تمام ذرائع کو مسخر کر سکتا ہے۔ دولت کا ارتکاز انسان کو مغرور بنا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں غرور و تکبر کو بہت برا کہا گیا ہے اور اسی کے باعث ابلیس راندۂ درگاہ ٹھہرا۔

انفقوا فی سبیل اللہ انسان کو انسانی صفات کا جامہ پہناتا ہے، انسان کو عاجزی سکھاتا ہے اور اسے "انسان" بناتا ہے، جو اس کی تخلیق کا مقصد ہے۔

قرآن حکیم :

قرآن مجید کے لغوی معنی "تھوڑا تھوڑا پڑھنا" ہے، یعنی علم کے مختلف شعبے جو یکجا کر دیئے گئے ہیں انہیں ایک وحدت کے طور پر پڑھنا۔ سب سے پہلا لفظ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ "اقراء" (یعنی، پڑھ) تھا، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپؐ سنتے تھے اور اللہ تعالیٰ اسے آپؐ کے حافظے میں محفوظ کر دیتا تھا۔ جونہی وحی نازل ہوتی آپؐ اسے ضبط تحریر میں لانے کا حکم دیتے تاکہ مومنین اسے سنیں اور پڑھیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ لوح محفوظ میں جو کتاب موجود تھی وہ تحریری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دنیا میں محفوظ ہو گئی تاکہ انسانیت اسے پڑھے اور رہنمائی حاصل کرے۔

قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے قاری کو چند شرائط پوری کرنا لازم ہیں :

(1) قاری کا اس بات پر ایمان ہونا چاہئے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے جنہیں یہ فریضہ سونپا گیا کہ آپؐ قرآن مجید کے مطابق عملاً زندگی گزاریں اور مومنین کے لئے مثال و رہنما بنیں۔

(2) قاری کو یہ خواہش اور ضرورت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مسائل کا حل اس کتاب میں تلاش کرے۔

(3) اسے یوم حساب کا ڈر ہونا چاہئے۔ اسے سیکھنے کا شوق ہو اور اپنے ذاتی علم پر بیجا فخر نہ کرے۔

(4) وہ قرآن حکیم کی "سورۃ بسورۃ" بار بار تلاوت کر کے اپنے علم اور تجربے کی مدد سے جواب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اس کا جذبہ صادق ہو اور ذوق و شوق اور کوشش میں کمی نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ صحیح جواب اچانک اس کے سامنے آ جائے۔

(5) اس کا ذوق و شوق منطق اور دلیل پر مبنی ہو اور کسی تعصب کے بغیر ہو۔ مطلوبہ جواب نہ ملے تو اس کا الزام قرآن مجید پر نہ رکھے۔ قاری کو چاہئے کہ وہ ایسے مسائل ان لوگوں کے سامنے پیش کرے جو اس سے زیادہ علم اور تجربہ رکھتے ہوں۔ یہ اجتماعی اور جذبے اور شوق پر مبنی کوشش ضرور رنگ لائے گی۔

یہاں میں سلفیو جیزل (Selfio Jezil) کا حوالہ دوں گا، جو اپنی کتاب "فطری اقتصادی نظام" کے دیباچے میں لکھتا ہے :

"جب کسی کے اعمال اس کے مذہبی عقائد کے برعکس ہوں، خواہ وہ کتنا ہی شفاف ذہن رکھتا ہو، تو اسے اپنے عقائد پر نظرثانی کرنی چاہئے، کیونکہ بیمار درخت پر پھل نہیں لگا کرتا۔"

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے۔ یا تو انسان موحد ہو گا یا مشرک۔ اس کے لئے کوئی تیسرا راستہ نہیں۔ اگر مادیت کا عفریت مسلمانوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور وہ ان کی ضرورتوں اور خواہشوں کی تکمیل کا ذریعہ بن جاتا ہے اور ان کے عز و وقار کو جانچنے کا پیمانہ بھی ٹھہرتا ہے تو گویا انہوں نے ایک نیا "الٰہ" بنالیا۔ بلاشبہ یہ شرک ہے جو دین اسلام کے منافی ہے۔

Marfat.com

اسلامی اقتصادی نظام خلا میں نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ معاشرے کو اسلام کے معاشرتی، سیاسی اور قانونی نظام کے نفاذ کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اسلام کا اقتصادی نظام دین سے الگ کوئی چیز نہیں۔

اسلام میں فرد، معاشرے کا جزو لاینفک ہے، اس لئے اس کے معاشی معاملات، معاشرتی بہبود کے اصول کے تابع ہیں۔ صدقات، زکوٰۃ اور انفقوا فی سبیل اللہ کے اسلامی احکام کا ادراک اور نفاذ، ہماری روزمرہ زندگی میں سوچ سمجھ کر اور معقول انداز میں کرنا چاہئے۔

انفقوا فی سبیل اللہ قرآن حکیم کا ایک نادر تصور ہے۔ کسی اور مذہب یا فلسفے نے اپنے مرکزی خیالات میں مادی اور روحانی فیاضی پر زور نہیں دیا۔ بدقسمتی سے قرآن مجید میں اسے صراحت اور فصاحت سے پیش کرنے کے باوجود اسے پوری طرح سمجھا نہیں گیا، حالانکہ وہ تمام انسانوں کے لئے ہدایت (ھدی للناس) کے طور پر نازل ہوا ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے اخلاقی، معاشرتی اور معاشی اجزاء مندرجہ ذیل ہیں :

(1) اخلاقی طور پر یہ عالی ہمتی اور فراخ دلی کو تقویت دیتا ہے، لوگوں کی تربیت کرتا ہے، انسان کو عاجزی سکھاتا ہے اور اسے رحم دل بناتا ہے۔

(2) معاشرتی طور پر یہ محبت، خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات ابھارتا ہے۔ یہ باہمی مفاہمت کو فروغ دیتا ہے، اختلافات کو دور کرتا ہے اور انسانوں، برادریوں اور قوموں کے جھگڑوں کو مٹاتا ہے۔

(3) اقتصادی طور پر یہ جمع شدہ دولت میں دوسروں کو شریک کرنے اور اسے خرچ کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ حاجت مندوں اور امداد کے مستحقین

کی مدد ہو سکے۔ اسے کسی طالب علم، مزدور، دکاندار یا دہقان کو بطور قرض حسنہ دیا جا سکتا ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ حسب استطاعت اس کی واپسی کی یا ایسے ہی کسی اور مستحق کو دینے کی شرط عائد کی جا سکتی ہے تاکہ بطور "صدقہ جاریہ" مسلسل جاری رہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ پر عمل فی الواقع ربوٰ کو منسوخ کر دیتا ہے۔ یہ ربوٰ ہی ہے جو کسی شخص یا قوم کو جس کے پاس جمع شدہ فالتو سرمایہ ہے، اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ ان بد قسمت لوگوں یا قوموں کے بل پر زیادہ دولت جمع کریں جن کے پاس اصل زر ہی واپس کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ روز افزوں اور دور دور تک پھیلا ہوا سودی نظام جسے سود پر روپیہ لینے والوں کے مفاد اور بہبود سے کوئی غرض نہیں ہوتی، موجودہ دور میں افراد، قبائل اور اقوام کے درمیان فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔ قرآن مجید ربوٰ کی سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیات میں مذمت کرتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ

2-275

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ۝

2-276

خدا سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہ گار کو دوست نہیں رکھتا۔

Marfat.com

2-278

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔

جناب بیتینو کراکسی سابق وزیر اعظم اٹلی نے حال ہی میں تیسری دنیا کے قرضوں کے مسئلے پر جو رپورٹ اقوام متحدہ کو پیش کی ہے، اس کی سفارشات کی روشنی میں قرآن مجید کے انفقوا فی سبیل اللہ کے تصور کی اہمیت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گزشتہ دہائی میں ساری دنیا کا قرضہ دگنا ہو کر ایک کھرب ڈالر سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اس قرضے پر صرف سالانہ سود ہی 175 ارب ڈالر ہو گیا ہے۔ اس قرضے کی ادائیگی کے لئے اصرار، عالمی امن کے لئے خطرہ ہے اور جمہوریت، تعمیر و ترقی اور ماحول کے مستقبل کی امیدوں کو ملیامیٹ کر دے گا۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ اسی کے باعث ہر سال پانچ کروڑ سے زیادہ افراد بے مقصد مرتے ہیں اور پانچ لاکھ سے زائد بچے اسی قرضے کی واپسی کے اصرار کی بدولت مر جاتے ہیں۔ بیتینو کراکسی نے آگاہ کیا ہے کہ اگر قرضے کا مسئلہ حل نہ کیا گیا تو تعصبات، شدت پسندی اور معاشرتی اور ماحولیاتی ناہمواریاں بدتر ہو جائیں گی۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کی ترویج کے لئے انفقوا فی سبیل اللہ کا درس دیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ ان کا مقصد قرآن میں وارد شدہ اصولوں کے مطابق اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ سب مسلمانوں نے اپنے جسمانی، مادی اور ذہنی ذرائع رضاکارانہ طور پر اللہ کی راہ میں صرف کئے۔ کسی نے بھی اس سے اعراض نہ کیا۔

اس طرح انفقوا فی سبیل اللہ نے ایسے مضبوط مسلم معاشرے کی تشکیل میں مدد دی جس نے اخوت قائم کی اور پھر ایک ایسی قائم کی جہاں وہ اپنے مذہبی عقائد اور عبادات کو امن اور ہم آہنگی سے ادا کر سکیں۔

Marfat.com

صدقات کا حکم امیروں پر حاجت مندوں کے لئے خرچ کرنے کے لئے صادر ہوا تاکہ مسجدوں، مدرسوں، اسپتالوں اور دوسرے رفاہی اداروں کا قیام عمل میں آسکے جو اجتماعی بہبود کے مراکز کے طور پر کام کر سکیں۔

صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی دین کے اہم رکن کے طور پر نازل ہوا، لیکن اس کی وصولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں ہجری میں شروع کی اور اپنے صحابہؓ کے مشورے سے سورۂ آل عمران کے مطابق اس کے قواعد و ضوابط وضع کیے۔

3-159

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

(اے محمد) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔ بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آٹھویں ہجری میں مکہ کی اطاعت کے بعد مسلمانوں کو مادی وسائل اور جغرافیائی طور پر ایک علاقہ حاصل ہو گیا جہاں وہ اپنی ریاست قائم کر سکیں۔ زکوٰۃ سے مسلمانوں نے مالی پالیسی وضع کی اور اسلامی ریاست کی ترقی اور منصوبہ بندی کا ڈول ڈالا اور زکوٰۃ، ریاست کے مالی وسائل کا ذریعہ بن گئی۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے پیغام کو انسانیت تک پہنچانے کا حکم تھا اور ہے۔

Marfat.com

ہم کہہ سکتے ہیں کہ انفقوا فی سبیل اللہ میں تعاون اور اس پر عمل ہر اس علاقے کے لئے ضروری ہے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔

انفقوا فی سبیل اللہ کا ذکر قرآن مجید کی متعدد سورتوں مثلاً البقرہ، الانفال، الاحزاب، الحدید، الطلاق، المنافقون، المائدہ اور التوبہ میں آیا ہے۔

سورۂ توبہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ منافقوں سے زکوٰۃ نہ لیں:

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

9-53
کہہ دو کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ تم نافرمان لوگ ہو۔

یہ ہمہ گیر حکم درج ذیل اصطلاحوں سے متصف اور مشروط ہے:

انفقوا: جمع شدہ دولت، املاک اور ذرائع میں دوسروں کو شریک کرنے کا حکم ہے۔

نفقہ: چھوٹا سا ٹکڑا یا حصہ جو کسی عورت کو طلاق کے بعد دیا جائے۔ اس کے معنی وہ زاد راہ بھی ہیں جو مسافر سفر میں ساتھ رکھتا ہے۔

نفق: جانور یا جانوروں کی تباہی، ہلاکت یا ناپید ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ اس کا مطلب تنازع یا ناچاقی بھی ہے جس سے ایسا جھگڑا پیدا ہو کہ حیوانی جبلت کا اظہار ہو اور جس کا انجام تباہی اور موت ہو۔

نفاق: حاجت مندوں کو اپنے وسائل اور دولت میں شریک نہ کرنے کے نتیجے میں جو اختلاف یا تنازع پیدا ہو اور جس سے معاشرے اور معاشرتی نظام کے تار و پود بکھر جائیں۔

Marfat.com

منافقون : جو لوگ زبان سے تو ایمان کا اظہار کریں اور اس کے فوائد کو خوش آمدید کہیں، لیکن تنگی ترشی میں قوم کو اپنی دولت میں شریک نہ بنائیں۔

انفق : خطرے سے پہلے خرچ اور تعاون کرنا، خطرے کو بھانپ لینا۔

ینفقون : بحیثیت مومن اپنے مال سے دوسروں کو حصہ دار بنانا۔

ینفقوا : دوسروں کو شریک کرو اور ان پر خرچ کرو۔

انفقتم : جو تم نے خرچ کیا ہے اور جس میں دوسروں کو شریک کیا ہے۔

تنفقوا : اپنی دولت اور رزق میں دوسروں کو شریک کرو۔

لینفق : دوسروں کو اپنی دولت میں شریک بنانے کی ترغیب ہے۔

فلینفق : تمہارے پاس دوسروں کو شریک بنانے کے سوا چارہ نہیں۔

انفقوا فی سبیل اللہ کو مندرجہ ذیل تین جملوں میں جامع اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے :

(1)

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

2-3

جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(2)

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ

2-261

جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات

Marfat.com

سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

مومنین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے افراد کو اپنی دولت میں شریک بنائیں۔ دولت خود حاصل کردہ ہو یا ورثے میں ملی ہو، اللہ کی نعمت ہے، جس نے انسان کو ذی شعور دماغ اور کار آمد دست و بازو دے کر طاقتور صفات اور عقل کی نعمت سے نوازا ہے۔ جو مسلمان اس حکم کو مانتے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوتا ہے۔ انہیں آخرت میں اس کا سات سو گنا اجر ملے گا۔

(3)

تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

3-92

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

اس کے علاوہ مسلمان سے امید کی جاتی ہے کہ وہ خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنی مرغوب ترین شئے میں دوسروں کو شریک کرے گا۔ یہ یقیناً اللہ کے نام پر سب سے بڑی "قربانی" ہے۔ دین کی تبلیغ کے لئے اور اسے دشمنوں سے بچانے کے لئے ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کی کوششوں کی ضرورت ہے۔

اس عالمگیر تصور پر دل و جان سے کاربند ہونے والے کے لئے جو اجر اور فائدے ہیں وہ قرآن مجید میں صراحت سے مذکور ہیں۔ درج ذیل آیات، انفقوا فی سبیل اللہ کے

Marfat.com

بارے میں، کیوں، کیسے، کیا اور کب وغیرہ کا جواب دیتی ہیں :

کیوں : اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت پر زور دینے کے لئے مثبت اور منفی دونوں طرح کے دلائل دیتا ہے۔

(۱) انفقوا فی سبیل اللہ کا اجر :۔

اللہ تعالیٰ آخرت میں سات سو گنا تک اس کے اجر کا وعدہ کرتا ہے۔
اس طرح کا فیاضانہ وعدہ صدقات اور زکوٰۃ کے لئے نہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

2 - 261
جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

(2) نافرمانی کی سزا :۔

وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا
بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

2 - 195
اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے لئے کیا دینا چاہئے؟

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ
مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ

2 - 215
لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن)..........

Marfat.com

انفقوا فی سبیل اللہ کے مستحق کون ہیں؟

فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

.... جو مال خرچ کرنا چاہو وہ درجہ بدرجہ اہل استحقاق (یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے لئے کون سا وقت مناسب ہے؟
یوم حساب سے پہلے خرچ کرو۔

2 - 254

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو۔ اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے۔ اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

کس طرح؟

2 - 274

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ غم۔

Marfat.com

انفقوا فی سبیل اللہ پر کن لوگوں کو عمل کرنا چاہیے؟
اس فرمان پر امیر و غریب کو یکساں عمل کرنا چاہیے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ

3 - 134

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

انفقوا فی سبیل اللہ کے لئے دولت کیسی ہونی چاہیے؟

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۗ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝

2 - 267

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو ان کو کبھی نہ لو) اور جان رکھو کہ خدا بے پروا (اور) قابل ستائش ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ کے نام پر حلال مال اور جائز کمائی میں سے صرف کرنا چاہیے۔ اس کے مقابلے میں زکوٰۃ ان اثاثوں اور مال پر لی جاتی ہے جو ایک سال تک کسی کی ملکیت میں رہے ہوں۔

انفقوا فی سبیل اللہ ایک بار دے دیا جائے تو کسی کو یاد کرایا جائے نہ یاد رکھا جائے۔

Marfat.com

2 - 262

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ اپنا مال خدا کے راستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

انفقوا فی سبیل اللہ اولین، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی تصور ہے۔ ترتیب نزولی کے لحاظ سے، جیسا کہ علامہ عبداللہ یوسف علی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفاسیر میں درج کیا ہے، یہ دلچسپ ترتیب نظر آتی ہے :

انفقوا فی سبیل اللہ :

۴۱ ویں سورۂ یٰسین (47 : 36)

زکوٰۃ :

مسلمانوں کے لئے : 48 ویں سورۂ نمل (3 : 93)

یہودیوں کے لئے : 39 ویں سورۂ اعراف (156 : 7)

عیسائیوں کے لئے : 44 ویں سورۂ مریم (3 : 19)

مسلمانوں کے سورۂ مزمل (20 : 73)

اس بات پر اجماع ہے کہ سورۂ مزمل کی 20 ویں آیت مدنی ہے۔

صدقات :

87 ویں سورۂ بقرہ (263 : 2)

مستحقین کا ذکر (113) ویں سورہ، سورۂ توبہ میں آیا ہے۔ (60 : 9)

Marfat.com

یہ حقیقت کہ انفقوا فی سبیل اللہ کا ذکر قرآن مجید میں ہر زاویئے سے صراحت اور تفصیل سے آیا ہے۔ اس تصور کی یکتائی اور عالمگیریت کے بارے میں سند ہے۔

یہ امت اور انسانیت پر مسلمان کا فرض ہے۔
اللہ اس کے ذریعے ہمیں نیکو کاروں کا راستہ دکھاتا ہے۔
یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی راہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی دی۔ اس نے ہمیں دماغ، کان، آنکھیں اور دل دیئے۔ ہمیں چاہئے اور ہمارا فرض ہے کہ سورۂ نحل کے مطابق ہم اللہ کا شکر ادا کرنے کے طریقے اور ذرائع تلاش کریں۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

16 - 78

اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور ان کے علاوہ اور اعضاء) بخشے تاکہ تم شکر کرو۔

علامہ اقبال کا درج ذیل شعر قابل غور ہے ۔

جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

ربوٰ (سود اور بیاج)	انفقوا فی سبیل اللہ
حرص و ہوا اور ہوسناکی	شراکت، تعاون اور تعامل
ذاتی ہوس پریشانی پیدا کرتی ہے اور پریشانی سے بیماری، کھنچاؤ، نیند کی کمی،	شراکت اور تعاون توانائی دیتے ہیں اور انسان کو سکون، قناعت اور خوش

	بے اشتہائی اور اعضائے بدن میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔	ترتیبی بخشتے ہیں۔
معاشرتی	آپس میں نفرت اور عناد پیدا کرتا ہے۔ بداندیشی کو جنم دیتا ہے۔ نفاق اور ناچاقی پیدا کرتا ہے۔	باہمی مفاہمت اور احترام پیدا کرتا ہے۔ یگانگت کو جنم دیتا ہے۔ مساوات اور اتفاق پیدا کرتا ہے۔
اقتصادی	سرمایہ اور مال و اسباب کے ارتکاز کی خواہش پیدا کرتا ہے جس کی حفاظت، توجہ اور نگہبانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ ضرورت سے زیادہ پیداوار، اجارہ داری اور سرمایہ داری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔	تقسیم کی طرف لے جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں استعمال اور کارکردگی پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے، آپس میں مفاہمت اور تعاون پیدا ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں امن و سکون، بھائی چارہ، استقامت اور سب سے بڑھ کر خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب
غنم، غنیمت یا مال غنیمت

بظاہر قرون وسطیٰ کے تمام ساز و سامان کے باوجود، اس دور میں بھی اسلام کے دو فائدے ہیں۔ اس میں ہر بات کا سیدھا اور مثبت جواب مل جاتا ہے، جبکہ کئی اور مذاہب و نظریات اپنے باطنی شکوک کا شکار نظر آتے ہیں۔ اسلام تمام بنی نوع انسان کے لئے وقار اور مساوات کا دعویدار ہے۔ اس دین کی آفاقیت کے باوجود، اسے سب سے زیادہ نقصان اس کے نادان پیروکاروں اور چند نااہل علماء نے پہنچایا ہے۔

دینی اصطلاحات کا ترجمہ بے حد مشکل کام ہے، بالخصوص ان زبانوں کے لئے جو اپنے صرف و نحو اور ثقافتی پس منظر کی وجہ سے ایک دوسری سے مختلف ہوں۔ بے شمار مسلم علماء کے بارے میں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے صوم، صلوٰۃ، زکوٰۃ، جہاد اور انفقوا جیسی اصطلاحوں کے (غلط) ترجمے کئے ہیں جو گمراہ کن ہیں۔

جہاد کے تصور کو تباہ کرنے میں قرآنی لفظ "غنم" کا ترجمہ "مال غنیمت" کرنا بھی قصور وار ہے۔ انگریزی میں "غنم" کا ترجمہ Booty, Plunder, Spoils of war, Acquisitions, Loot کیا جاتا ہے۔

"غنم" کا ترجمہ "مال غنیمت" کر کے اسے جہاد یا غزوہ کے ساتھ منسلک کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اسلامی طرز حیات کے مطابق جائز جدوجہد مقدس عمل ہے۔ جنگ برائے جنگ کا تصور اسلام کے لئے اجنبی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات صرف دفاعی، تعزیری یا تدارکی مقاصد کے لئے کئے۔ ان غزوات کا مقصد استحصال یا حصول منفعت ہرگز نہ تھا، بلکہ یہ ایک نیک کام کے لئے تھے۔ بدقسمتی سے غزوات نبیؐ میں "مال غنیمت" کا تصور در آیا ہے۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگرچہ "مال"

Marfat.com

عربی لفظ ہے تاہم قرآن مجید میں کہیں بھی "غنم" یا "غنیمت" کے سابقے یا لاحقے کے طور پر نہیں آیا۔

درج ذیل آیات اپنی وضاحت آپ کرتی ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

2 - 190

اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا۔ کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

لفظ "غنم" اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں مختلف آیات میں نو مقامات پر اس طرح آئے ہیں: غنمو، غنمی، غنم، غنمتکم، مغانمو اور مغانما - ان میں کہیں بھی "مال" کا لفظ سابقے کے طور پر ایک بار بھی نہیں آیا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ بطور "مال غنیمت" کے غنم کا مروجہ تصور، قرآن مجید کی روح اور تعلیمات کے منافی ہے۔ یہ سابقہ (مال) دانستہ ہے یا نادانستہ، اس کا اندازہ قارئین خود لگا سکتے ہیں، لیکن اس نے اسلام کے پیکر کو بےپناہ نقصان پہنچایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں شرکت فرمائی وہ خالصتاً تحفظ یا دفاع کے لئے تھے۔ کئی نامور مصنفین نے ان غزوات کو "حرب" یا اردو میں "جنگیں" کہا ہے۔ حرب یا جنگ کا مقصد چڑھائی یا حملہ، جنگ و جدال، زبردستی قبضہ یا ہوس ملک گیری ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فوجی کارروائیاں کیں وہ نہ تو جنگ و جدال کے لئے تھیں، نہ ہوس ملک گیری کے لئے تھیں۔ ان میں سے مشرکین کے ساتھ بیشتر مقابلے ایسے شہروں کے گرد و نواح میں ہوئے جو دراصل بڑے قصبے تھے اور ان کے باشندے زیادہ تر دہقان تھے۔

Marfat.com

دفاع اور حملے کے لئے پیشہ ورانہ فوجیوں اور مسلح افراد کا تصور اسلام کے لئے اجنبی ہے۔ مسلمان اپنے ایقان کے لحاظ سے سپاہی ہے اور اسی لئے اس میں تعجب نہیں کہ وہ جاں نثار لوگ اپنے دین کے دفاع کے لئے اللہ کے حکم پر اپنا مال و اسباب لے کر نکل کھڑے ہوتے تھے۔ ان کے پاس معمولی اسلحہ ہوتا تھا، لیکن مادی وسائل کی کمی کو وہ اپنے مشن پر بھرپور یقین سے پورا کرتے تھے۔ طویل جنگوں میں روح و جسم کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے سپاہی (مجاہدین) اپنا نان نفقہ ساتھ رکھتے تھے، جو ان دنوں میں زیادہ تر بکریاں (غنم، مغانم) گھوڑے، اونٹ، کھجوریں، پانی اور خیموں پر مشتمل ہوتا تھا۔ باقاعدہ سپاہی اگرچہ اپنے طور پر زیادہ ساز و سامان رکھتے تھے، تاہم ان کے پاس اپنا اپنا جو اسباب ہوتا تھا وہ بھی عموماً انہی چیزوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اگرچہ معیار اور مقدار کے لحاظ سے بہتر ہوتا تھا۔ بکریوں سے وہ دودھ اور گوشت حاصل کرتے جبکہ اونٹ اور گھوڑے بار برداری کے کام آتے۔ اونٹنیوں کا دودھ اور اونٹوں کا گوشت. خشک کھجوریں یا چھوہارے اور خشک میوے ان کی غذا کا حصہ تھے۔

مسلمانوں کی روحانی برتری یا مادی قوت کے ہاتھوں شکست کھا کر پیچھے ہٹتے ہوئے مشرکین اور کفار عموماً اپنی بھیڑ بکریاں، اونٹ اور ساز و سامان پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔ جو سپاہی جنگ میں کام آجاتے وہ بھی اپنی بکریاں اور اونٹ پیچھے چھوڑ جاتے جو فاتحین کے کام آتے۔ اس طرح کے بکھرے ہوئے جانوروں کو اکٹھا کر کے مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس کا مقصد محض قبضہ کرنا نہیں ہوتا تھا، بلکہ ان جانوروں وغیرہ کی حفاظت اور استعمال بھی تھا۔ آج کل کی انسداد بے رحمی جانوراں کی تنظیموں کی کارکردگی کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غنم کی نگہداری یا ان کا محض حصول، مال غنیمت نہیں کہلا سکتا۔ اگر ان جانوروں کو جمع نہ کیا جاتا تو وہ صحرا کی گرمی کی شدت کی تاب نہ لا کر ہلاک ہوسکتے تھے۔ اس لئے یہ بات معقول نظر آتی تھی کہ انہیں تقسیم کر دیا جائے یا ذبح کر کے کھا لیا جائے۔

قرآن مجید کی سورۃ الانفل کی درج ذیل آیت میں انہی غنم کا حوالہ ہے:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

8 - 69
تو جو مال غنیمت تمہیں ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمانوں کے ذہن میں فاتح و مفتوح کا کبھی خیال نہیں آیا تھا۔ یہ تو سچائی کی جھوٹ پر، علم کی جہالت پر اور معقولیت کی غیر معقولیت پر فتح تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی فرار ہونے والے یا شکست خوردہ دشمن کے قریوں میں داخل ہوتے، تو سب سے پہلے یتیم بچوں اور سوگوار خاندانوں سے ملتے۔ آپؐ ان سے ہمدردی کا اظہار فرماتے، انہیں مدد دیتے اور صبر کی تلقین فرماتے۔ آپؐ انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور مسلمانوں کی برادری میں شامل ہونے کے لئے کہتے۔ جو آپؐ کی بات مان لیتے ان کا کھلے دل سے استقبال کیا جاتا اور ان سے مساویانہ سلوک ہوتا۔ جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتے ان سے کوئی تعرض نہ کیا جاتا اور ان سے معمولی سی رقم بطور جذیہ لی جاتی تاکہ ان کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے کام آسکے، کیونکہ بطور غیر مسلم کے انہیں جہاد میں حصہ لینے کے لئے نہیں کہا جا سکتا تھا۔

غیر مسلموں کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ مسلمان ان کی جان و مال کی حفاظت کرتے اور اسے مقدس فریضہ سمجھتے۔ ان کی املاک ریاست غصب کرتی نہ مسلمان اسے نقصان پہنچاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود قرآن مجید کی تعلیمات کے مظہر تھے اور قرآن واشگاف الفاظ میں کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں جیسا کہ درج ذیل آیت میں آیا ہے۔

Marfat.com

2-256

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۚ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ ۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے۔

غزوات سے جو سامان ملتا اس میں مردہ سپاہیوں کا سامان، غیر مقبوضہ اور غیر دستاویزی زمین اور نخلستان ہوتے جو اسلامی ریاست کے حصے میں آتے۔ اس قسم کے سامان کو لوٹ مار اور غارتگری نہیں کہا جاسکتا۔

تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جب بھی اور جہاں کہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہؓ اور تابعینؒ نے جہاد کیا، مقامی آبادی نے ان کے اعلیٰ کردار اور نئے مذہب کی حقانیت سے متاثر ہو کر ازخود، رضاکارانہ طور پر اسلام قبول کیا۔ کسی پر کوئی جبر نہیں کیا جاتا تھا نہ اس کی ضرورت ہی تھی۔ نئے مذہب کا پیغام ہی خاصا دل نشین تھا۔ نئی ثقافت کا نفوذ پذیر اثر اتنا گہرا اور مسلمانوں کی دریا دلی اتنا وسیع تھی کہ غیر مسلم نئے مذہب کو قبول کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ بالآخر وہ مسلمانوں کی زبان، تہذیب اور رسم و رواج کو اپنا لیتے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اخوت اور بھائی چارے کے بندھنوں کو مضبوط کرنے کے لئے مسلمانوں نے دوسری قوموں کی عورتوں سے شادیاں کیں جیسا کہ مصر، شام، عراق، ایران اور شمالی افریقہ کے بعض ممالک میں ہوا۔ اسلام میں مساوات کے تصور کی یہ عمدہ مثال ہے کہ مصری، سوڈانی، شامی، فلسطینی، شمالی افریقہ کے رہنے والے اور عمانی سب

ایک ہی زبان بولتے ہیں اور عرب قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ترکی، ایران اور پاک و ہند کے ملحقہ علاقے ہی صرف ایسے خطے ہیں جہاں عربی کو عالمگیر زبان کے طور پر اختیار نہ کیا گیا۔ تاہم ان خطوں کے رسم الخط اور بول چال پر عربی کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔

انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ طاقت اور جبر کا مقابلہ کرتا ہے۔ فاتحین اور مستعمرین، مفتوح لوگوں کے رسم و رواج، تہذیب و ثقافت اور عقائد کو بدلنے میں ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ منگول، تاتاری، یونانی، ترک، ایرانی یا مغل، مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کی اکثریت کے دل و جان کو فتح نہ کرسکے۔

طاقت کا استعمال درحقیقت انسان کی باغیانہ فطرت کو ابھارتا ہے اور اکثر حصول مقصد کی ضد ثابت ہوتا ہے۔ اسلام کی آفاقیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع شخصیت کے ثبوت کے لئے یہ شہادت ہی کافی ہے کہ اشتمال مکہ کے فوراً بعد ہی تمام جزیرہ نمائے عرب مسلمان ہو گیا۔

تاہم دنیا کے ہم عصر مذاہب پر یہ افسوسناک تبصرہ ہے کہ جہاں جہاں ان کی اولین تبلیغ و اشاعت ہوئی، وہیں وہ اقلیت میں رہے۔ جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور جہاں وہ تبلیغ کرتے رہے وہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ جس سرزمین میں مہاتما بدھ نے اپنے اصولوں کا پرچار کیا وہاں کی اکثریت غیر بدھ ہے۔ شمال مغربی ہندوستان میں جہاں ہندو رشیوں نے ہندومت کا صدیوں تک پرچار کیا وہاں کی اکثریت مسلمان ہے۔ کامیابی طاقت یا جبر سے کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

بعد میں آنے والے اکثر مسلمان حکمرانوں میں، جنہوں نے علاقائی توسیع کے لئے جنگیں لڑیں، وہ مشنری جذبہ مفقود تھا، اس لئے ان کی فوجی مہمات کو جہاد نہیں کہا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے ان کی نیت محض لوٹ مار اور غارتگری ہو اور اسلام کے پیغام کی نشرواشاعت نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی توسیع پسندانہ پالیسی نے اسلام کے تصور کو نقصان پہنچایا اور

Marfat.com

مقامی لوگوں میں نفرت و عناد کے بیج بوئے۔

ہندوستان، جنوبی روس، منگولیا، شمالی اور وسطی افریقہ اور جنوب مشرقی ایشیا میں جو لوگ اسلام لائے وہ محض ان صوفیاء اور علماء کی شخصیات، کردار اور علم و دانش کی وجہ سے تھا جو ان علاقوں میں بس گئے تھے۔ یہ ان بزرگوں کی شبانہ روز کوششوں ہی کا نتیجہ تھا۔

ہمیں غنم کے ان مشتقات کے، جو قرآن مجید میں آتے ہیں، مضمر معانی کو دیکھنا چاہئے۔ سورۃ طٰہٰ میں لفظ غنمی آتا ہے، سورۃ الانبیاء میں لفظ غنم آیا ہے، سورۃ النساء میں مغانم کا لفظ آیا ہے، سورۃ الانفال میں غنمتم آیا ہے اور سورۃ الفتح میں تین مختلف آیات میں لفظ مغانم آیا ہے۔

ان آیات کے متعلقہ حصوں کا لفظی ترجمہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ کسی صورت بھی یہ الفاظ "مال غنیمت" نہیں کہے جاسکتے۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝

20 - 18

انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں۔

وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۝

21 - 78

اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے۔

Marfat.com

4 - 94

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ
مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ
كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

مومنو! جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو۔ سو خدا کے نزدیک بہت سی متیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر خدا نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے۔

8 - 41

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا
يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ اپنے بندے (محمد) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

48 - 15

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ

جب تم لوگ غنیمتیں لینے چلو گے

Marfat.com

إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○

تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ کہیں گے ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے قول کو بدل دیں۔ کہہ دو کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اسی طرح خدا نے پہلے سے فرما دیا ہے۔ پھر کہیں گے (نہیں) تم تو ہم سے حسد کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں مگر بہت کم۔

48 - 19

وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ○

اور بہت سی غنیمتیں جو انہوں نے حاصل کیں۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

48 - 20

وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○

خدا نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے کہ تم ان کو حاصل کرو گے سو اس نے غنیمت کی تمہارے لئے جلدی فرمائی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ غرض یہ تھی کہ یہ مومنوں کے لئے (خدا کی) قدرت کا نمونہ ہے اور وہ تم کو سیدھے رستے پر چلائے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا، دینی اصطلاحات کا ترجمہ مشکل کام ہے۔ بدقسمتی سے کئی علماء نے، جو زبان دانی پر کامل عبور نہیں رکھتے تھے، اپنی سہولت کے لئے دو چار لفظ تلاش کرنے کی کوشش کی، جس سے یہ ساری گڑبڑ پیدا ہوئی۔ مثلاً اسی طرح کا لفظ صوم ہے جس کا عام ترجمہ روزہ (Fast) کیا گیا ہے۔ باعمل مسلمان اس بات سے واقف ہیں کہ

رمضان کے مہینے میں، جس میں روزہ رکھنا فرض ہے، مسلمان نہ صرف کھانے پینے سے باز رہتے ہیں بلکہ تمام لذات دنیاوی ترک کر دیتے ہیں۔ صوم جیسے فرض کو صرف کھانے پینے سے باز رہنے تک محدود کر دینا، اسلام کے ساتھ زیادتی ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ، صدقات، غزوات اور انفقوا فی سبیل اللہ کی اصطلاحوں کے غلط ترجمے کئے گئے ہیں، انہیں غلط سمجھا اور سمجھایا گیا ہے، جو صدیوں سے جاری ہے۔ اکثر دینی رسائل اور عالمانہ تفسیریں ایسی ہی مبالغہ آرائیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اب، بیسویں صدی کے اختتام پر، جب سائنسی علم و تحقیق نے بے پناہ ترقی کی ہے، مسلمانوں کو ان تمام خیلات سے دامن کش ہو جانا چاہئے جو جہالت اور پراگندہ ذہن پر مبنی ہیں۔

آخر میں یہ کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رحمتہ للعالمین بن کر تشریف لائے تھے۔ آپؐ بہترین مخلوق اور نبی آخرالزماں تھے۔ آپؐ جو فرماتے اس پر عمل بھی کرتے اور اپنی ساری حیات مبارکہ انفقوا فی سبیل اللہ کی روح کے مطابق گزاری۔ آپؐ نے جبر و اکراہ کی مذمت کی اور ساری عمر فاتح ہوتے ہوئے بھی، عجز و انکساری، نرم دلی اور خوش خلقی سے گزاری۔

اسلام کے دشمن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی اعلیٰ کردار کے معترف رہے اور معترف ہیں۔ مسلمانوں کے لئے آپؐ پر، کم علمی سے، لوٹ مار اور غارتگری کا الزام دھرنا کفر ہے اور جتنی جلد اس کی اصلاح ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

پانچواں باب

اسلام کا معاشرتی و معاشی نظام

اسلام کا معاشرتی و معاشی نظام حال ہی میں ذرائع ابلاغ میں پھر سے تازہ ہو گیا ہے۔ اس موضوع پر درجنوں کتابیں اور ہزاروں مضامین لکھے گئے ہیں اگرچہ کسی نہ کسی طرح ان کے مصنفین نے ضروری اور اہم نکات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بات یہ جانتے ہوئے شروع ہونی چاہئے کہ اسلام ایک عقلی اور عملی مذہب ہے۔ قرآن مجید، جو اللہ کا کلام ہے، خدا کے آخری نبی پر نازل ہوا اور اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

6-116
اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے۔

چونکہ قرآن مجید حفظ کئے جانے والی کتاب ہے، اس لئے ابتداء نزول ہی سے اسے حفظ کیا گیا اور رمضان کے مہینے میں دنیا بھر میں اس کی تلاوت کی جاتی رہی ہے اور اسے اب تک سنا اور سنایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظ سادہ، واضح اور بلیغ ہیں جن میں کوئی ٹیڑھ یا پیچیدگی نہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ
الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ
مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ

6-115
کہو (کیا) میں خدا کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ

Marfat.com

مِنۡ رَّبِّکَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ۝

تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح زندگی گزارتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ آپؐ نے قرآن کے تمام احکام پر عمل کر کے ثابت کیا کہ وہ قابل عمل اور قابل نفاذ ہیں۔ قرآن مجید انسانیت پر اس لئے اتارا گیا کہ وہ انسان کو قلبی سکون دے اور انسانیت کے لئے امن لائے جس سے دنیا میں رہنے والوں میں خوشحالی اور مساوات کا دور دورہ ہو۔ ایک حقیقت جو بالعموم نظر انداز کر دی جاتی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی۔ "قرآن" ہی وہ معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بھیجا، حلانکہ آپؐ امی تھے، مگر جاہل نہ تھے۔ عقل سلیم رکھنے والے افراد، جو یقیناً کم ہیں، دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتاب مکمل ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اسے تعصب سے خالی ذہن رکھ کر، جستجو رکھنے والے دماغ کے ساتھ بار بار پڑھا جائے تا کہ ہمارے ان سوالوں کے صحیح جوابات مل جائیں جو خود ہماری ہی تخلیق ہیں۔

اختصار سے کام لیتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید ہر مسلمان کے لئے پانچ قسم کے رہنما اصول بیان کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ اللہ کی اطاعت اور فرائض کی پابندی

Heading k naam

اس میں روحانی رہنما اصول شامل ہیں جو کسی مومن اور خدا (مولا) کے درمیان ذاتی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں کلمہ شہادت، صلوٰۃ، صوم، حج (اگر استطاعت ہو) اور جہاد فی سبیل اللہ شامل ہیں۔

2- ذاتی ضابطہ اخلاق

فرائض کے علاوہ، اللہ تعالیٰ نے دس واضح احکام دیئے ہیں، جو سب انسانوں کے لئے ضابطہ اخلاق ہیں۔ یہ احکام و ارشادات سورۃ الانعام میں آئے ہیں:

(6 : 152 — 154)

مختصراً یوں ہیں:

(1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

(2) والدین سے محبت و احترام سے پیش آؤ۔

(3) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، اللہ ہی انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے۔

(4) اعلانیہ اور خفیہ برے کاموں سے باز رہو۔

(5) کسی بھی جاندار کو، بے مقصد قتل نہ کرو۔

(6) یتیم کے مال کی، اس کے بالغ ہونے تک، اچھی طرح حفاظت کرو۔

(7) مال بیچتے وقت تول اور ناپ میں کمی نہ کرو۔

(8) عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑو، خواہ وہ تمہارے اپنے رشتہ داروں کے خلاف جائے۔

(9) اللہ کی قسم کھا کر جو وعدہ کرو اسے پورا کرو۔

(10) صراط مستقیم پر چلو اور بری عادتوں کو ترک کردو جو تمہیں گمراہ کر سکتی ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ
عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ
نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا

6-152, 153, 154

کہو کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے

Marfat.com

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

رہنا اور نادری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

یہ کسی بھی مومن کے لئے، تقویٰ کے اعلیٰ مناصب حاصل کرنے کے لئے، بہترین ضابطہ اخلاق ہے۔

Marfat.com

3۔ معاشرتی ضابطہ اخلاق (صدقات)

اسلام کے وسیع تر معاشرتی نظام کا حصہ ہوتے ہوئے، فرد کا کردار صدقہ پر مبنی ہونا چاہئے یعنی انسانی تعلقات کا بنیادی عنصر یہ ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے میل جول میں سچائی کو مدنظر رکھیں۔ صدقہ ان آٹھ اقسام کے افراد کو دینا چاہئے جنہیں مدد کی ضرورت ہو:

(1) **فقراء** — حق و صداقت اور علم کی جستجو کرنے والے کی مدد کی جا سکتی ہے جس کے پاس، اپنے کام میں مصروف ہونے کے باعث، روزی کمانے کا وقت نہ ہو۔

(2) **مساکین** — ایسے اشخاص جن کو گھر کی راحت حاصل نہ ہو۔ ان میں مسافر، طلبہ اور ایسے لوگ شامل ہیں جو اپنے عزیزوں سے دوری کے باعث عارضی مصیبت میں گرفتار ہوں۔

(3) **عاملین** — اس میں صدقات کے وصول کرنے والے، منتظم اور تقسیم کرنے والے شامل ہیں۔ انہیں وصول شدہ صدقات میں سے معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔

(4) **المولفتہ القلوب** — ان لوگوں کے دلوں کو جیتنے کے لئے، جن کا ابھی اللہ تعالیٰ پر یا دین پر اعتقاد پختہ نہیں ہوا یا اس کی کتاب پر ایمان لانے میں متامل ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

(5) **الرقاب** — یہ وہ لوگ ہیں جو کسی حادثے کے بعد دیت وغیرہ دینے سے معذور ہیں۔

Marfat.com

(6) الغارمین — یہ وہ لوگ ہیں جو مقروض ہیں اور کسی طرح قرض چکا نہیں سکتے۔

(7) فی سبیل اللہ — کسی اچھے انسان کو یا کسی نیک کام کے لئے اللہ کی راہ میں دینا۔

(8) ابن سبیل — ایسے مسافروں کی مدد کرنا جو ذرائع، آمدنی وغیرہ سے محروم ہو چکے ہیں اور گھر کا راستہ بھول گئے ہیں۔

دیگر آیات جو صدقات سے متعلق ہیں، یہ ہیں :

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝	9-103 ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے۔
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝	2-263 جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا (اور) بردبار ہے۔
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاۗءَ	2-271 اگر تم خیرات ظاہر کر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

صدقہ، اسلام میں، فریضہ نہیں بلکہ معاشرتی ذمہ داری ہے۔ یہ تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ خواہ ان کے پاس وسائل ہوں یا نہ ہوں۔ صدقہ، والدین اور رشتہ داروں کو نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ ان کی امداد کرنا بہرحال فرد کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ صدقہ یتیم کو بھی نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یتیم کو بالغ ہونے تک باقاعدگی سے مدد، رہنمائی، رہنے کی جگہ اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔

صدقات کے ذریعے اسکول، اسپتال، مساجد، تحقیقی مراکز، امدادی مراکز، یتیم خانے، ضعیفوں کے رہنے کی جگہیں، تفریحی مراکز اور اوقاف جیسے ادارے قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ان کے قیام کے لئے بعض اوقات حکومت سے اجازت اور رجسٹریشن کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح صدقات حکومت کی ذمہ داری بن جاتے ہیں، جسے اس بات کی تفتیش کر لینی چاہئے کہ وہ اصل مقصد جس کے لئے صدقات دیئے گئے تھے، پورا ہو رہا ہے یا نہیں۔ صدقات، صاحب حیثیت اور بے حیثیت افراد کا فرق واضح کرتے ہیں۔

4- قومی فریضہ (زکوٰۃ)

اسلامی ریاست کے شہریوں کی حیثیت سے یا جب بھی وہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے قابل ہو جائیں، مسلمانوں پر اپنے اثاثوں وغیرہ پر زکوٰۃ کی ادئیگی فرض ہے۔ زکوٰۃ ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جو کم سے کم مقرر کردہ حد ملکیت پار کر جائے۔ اس کا حکم قرآن مجید میں آیا ہے۔ نصاب کی حد کا تعین اس مجلس شوریٰ (قانون ساز اسمبلی) پر چھوڑ دیا گیا ہے جو ریاستی امور کے انتظام کی ذمہ دار ہے۔ نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی اسلامی ریاست کے قائم ہوتے ہی زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دے دیا تھا جس کا اپنا علاقہ اور اس پر اپنا تسلط تھا۔ آپؐ نے زکوٰۃ کے رہنما اصول اور نصاب مقرر کیا۔ جس مال و اسباب پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض تھی وہ خلفائے راشدین کے زمانے میں بدلتا رہا۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ کی شرح ڈھائی سے بیس فی صد کے درمیان ہے اور اس کا انحصار ان اثاثوں کی نوعیت پر ہے جو کسی شخص کے پاس پورا سال رہے ہوں۔ میرا یہ پختہ یقین ہے کہ اگر زکوٰۃ صحیح طور پر جمع کی جائے تو یہ ریاست کے بجٹ کی اور دیگر مالی ضروریات بخوبی پورا کر سکتی ہے۔ سود، اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے۔ ربو کے قانونی جواز نے روپے کی قیمت میں کمی اور مہنگائی میں اضافہ کیا ہے اور ربو ہی جنگ و جدال، معاشرتی فساد اور عالمگیر بے استقلالی پیدا کرنے کا باعث ہے۔

لَیْسَ الْبِرَّاَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ
الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی
الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ
الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ
وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ ۚ وَ
الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِیْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ۗ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

2-177

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور فرشتوں اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

2-83

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

ٹیکسوں کے نفاذ کا موجودہ نظام، جسے مغرب نے اپنایا ہے، پیچیدہ ہے۔ کوئی تعلیم یافتہ انسان بھی وہ تمام فارم نہیں بھر سکتا ہے جو قانوناً ضروری ہیں۔ صدر ریگن نے اپنی صدارت کے دوران میں، مشہور مسلمان سیاسی فلسفی اور حساب دان، ابن خلدون، سے کچھ راہنمائی حاصل کی تھی۔ اس نے امریکی ٹیکس کے نظام کو سادہ بنانے کی کوشش کی اور شرحوں میں کمی کر دی۔ ابن خلدون نے کہا تھا کہ اگر شرحیں کم ہوں تو لوگوں کی اکثریت کو ٹیکس ادا کرنے میں عار نہ ہو گا اور وہ اس میں رخنے ڈالتے ہوئے ادا نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کریں گے۔

زکوٰۃ میں یہ اضافی فائدہ ہے کہ وہ دینی فریضہ بھی ہے اور قانونی بھی، جس سے اس پر عمل زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ مسلم علماء کو، جن کا پختہ ایمان ہے کہ قرآن مجید سب انسانوں کے لئے اور ہر زمانے کے لئے عالمگیر کتاب ہدایت ہے، زکوٰۃ کے نظام کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ موجودہ دور میں یہ قابل عمل نہ ہو۔

5۔ امت کے لئے فریضہ (انفقوا فی سبیل اللہ)

جب کوئی مسلمان بین الاقوامی برادری کا رکن بن جاتا ہے یا قرآن کے نزدیک

زمین پر اللہ کا خلیفہ بن جاتا ہے تو اس کے لئے انفقوا فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس طرح خرچ کرنے پر اللہ کی طرف سے سات سو گنا اجر ہے۔ اسے صرف اسی دولت یا اثاثوں میں سے خرچ نہیں کرنا چاہئے جو ہمارے پاس ہیں بلکہ اللہ نے انسان کو جو رزق عطا کیا ہے اس میں سے بھی خرچ کرنا چاہئے۔ اسے حلال کمائی اور ذرائع میں سے خرچ کرنا چاہئے۔ اسے کسی کی خوشنودی یا کسی سے کوئی مراعات حاصل کرنے کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہئے۔ اسے خالصتاً اپنے خالق کی رضا کے لئے خرچ کرنا چاہئے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

2-261

جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

2-262

جو لوگ اپنا مال خدا کے راستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ
اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا
تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ
وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ
تُغْمِضُوْا فِيْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

2-267

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو۔ ان کو کبھی نہ لو) اور جان رکھو کہ خدا بے پروا (اور) قابل ستائش ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○

14-31

(اے پیغمبر!) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو گا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

2-274

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ غم۔

Marfat.com

57-7

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

(تو) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

4-38

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ○

اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کے دکھانے کو۔ اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روز آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ برا ساتھی ہے۔

3-134

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ ۚ

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دو برسوں میں زکوٰۃ وصول فرمائی۔ اس سے تقریباً دو عشرے پہلے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **انفقوا فی سبیل اللہ** کی تلقین کی اور اس پر عمل بھی فرمایا۔ اگر مسلمان کسی ایسی ریاست کے شہری ہوں جہاں وہ اقلیت میں ہیں تو انہیں اپنے ہم مذہبوں کی مدد کے لئے **انفقوا فی سبیل اللہ** پر عمل کرنا چاہئے۔ باایمان مسلمانوں کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالی وسائل

Marfat.com

کو اپنے ہم مذہبوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کریں اور اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ انہیں غیر مسلم اکثریت کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے خرچ کرنا چاہئے۔ انہیں اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ یہ بھی اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ آج اس کی کشمیر، فلسطین، منڈاناؤ، بھارت وغیرہ میں ضرورت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے انفقوا فی سبیل اللہ پر اس وقت تک عمل کیا جب تک ان کی اکثریت نہ ہو گئی اور ایسی مسلمان ریاست نہ بن گئی جو اپنے شہریوں سے زکوٰۃ وصول کر سکتی۔ باعمل اور ایماندار مسلمانوں پر، عرفات کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق، یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قرآن مجید کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلائیں جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اپنے کردار اور اعمال سے اور انفقوا فی سبیل اللہ پر عمل کر کے اسے سچ ثابت کر دیں۔

سید قطب، اپنی کتاب "اسلام : ایک غلط سمجھا ہوا مذہب" میں لکھتے ہیں :-

"کسی مسلمان کا اپنے دین پر اعتقاد، جسے وہ مانتا ہے، لیکن جس کی روح کو وہ اکثر نہیں سمجھ پاتا، تازہ کرنے اور زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام سے اس کا رشتہ بالعموم وراثتی ہے۔ وہ مسلمان ہے کیونکہ اسلام پر پیدا ہوا۔ اس نے کبھی بھی اپنے دین کو صحیح طور پر سمجھنے کی سنجیدگی سے کوشش نہیں کی۔

یہ دین ہر مسلمان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کی ذمہ داری اٹھائے اور اس کے لئے لازم قرار دیتا ہے کہ وہ تمام نسل انسانی کا امین ہو۔ یہ مسلمانوں کا بنیادی فریضہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں جو اپنا نشان منزل کھو چکے ہیں اور اللہ کی جانب سے انہیں جو نور اور ہدایت دی گئی ہے، اس کی مدد سے انسانوں کو ظلمات سے نور کی طرف لائیں۔"

Marfat.com

چھٹا باب

غار حرا ...... "قدرت کا ایک معجزہ"

غار حرا منفرد اور معجزہ ہے۔ اس کا محل وقوع، اس کی شکل و صورت، اس کا سائز، اس کا ڈیزائن، اس کی وسعت، ٹوٹے پھوٹے اور کھردرے پتھروں سے اس کی بناوٹ، اس کا داخلی اور خارجی حصہ، اس کے اندر جانے اور باہر آنے کے راستے، اس کی چوڑائی، اونچائی اور لمبائی، ٹہلنے کے لئے اس کا پہاڑی چبوترہ اس کا اکلوتا پتھر جو چٹان کے کنارے پر پھنسا ہوا ہے سب خالق کائنات کی قدرت اور اس کے وجود کی زندہ اور لازوال نشانیاں ہیں۔

غور و فکر کے لئے یہ مثالی جگہ ہے۔ یہاں تنہائی ہے اور پہاڑ پر چڑھ کر یہاں تک پہنچنا اور اس میں گوشہ نشین ہونا دشوار ہے۔ اس کرۂ ارض پر اس جیسی کسی اور جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غور و فکر اور استغراق کے لئے اس لئے منتخب کیا کہ یہاں وہ حقیقت نادیدہ کو پاسکیں اور تمام انسانیت کے لئے صراط مستقیم تلاش کرسکیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کئی کئی دن اور راتیں، بلکہ بعض اوقات پورا مہینہ روزے رکھ کر اور دعائیں مانگ کر عبادات میں گزار دیتے تھے۔ حتیٰ کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں، ایک فیصلہ کن رات کو، جسے "لیلتہ القدر" کہا گیا ہے، پہلی وحی آپؐ کی پیاسی اور مشتاق روح پر قرآن مجید کی اولین آیات ایک فرشتے کی آواز میں یوں نازل ہوئیں:

Marfat.com

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۚ ‎١‏
خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ ‎٢‏
اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۙ
الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ
عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ؕ

96-5 تا 1

(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا۔
جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔
پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔
جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔
اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚۖ

97-1

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔

غار حرا، جبل نور پر مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے سات کلو میٹر شمال مغرب کی طرف واقع ہے۔ خانہ کعبہ خدا کا پہلا گھر ہے، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اعلان (بعثت) سے ڈھائی ہزار سال قبل حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے دوبارہ تعمیر کیا۔ اس طرح دور جاہلیت میں بھی، اسلام سے پہلے، یہ ایک متبرک مقام تھا اگرچہ بت پرستی نے حضرت ابراہیمؑ کے توحید پرستانہ دین کی پاکیزگی کو گدلا کر دیا تھا۔ قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ
وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ
اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى

2-125

اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اس

اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ○

کو نماز کی جگہ بنا لو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو۔

جبل نور ایک الگ تھلگ، بے برگ و بار پہاڑ ہے، جو مکہ مکرمہ کا احاطہ کئے ہوئے ماقبل کیمبری سنگ خارا کی چٹانوں میں واقع ہے۔ وادی سے ایک بلندی تقریباً سات سو میٹر ہے۔ اگر نقشے پر خط کھینچا جائے تو جبل نور اور جبل ثور خانہ کعبہ سے 120 درجے پر آملتے ہیں۔ ان خطوط کے درمیان حج کے مقدس مقامات ـــــ منیٰ، مزدلفہ اور عرفات واقع ہیں۔

مقامات مقدسہ

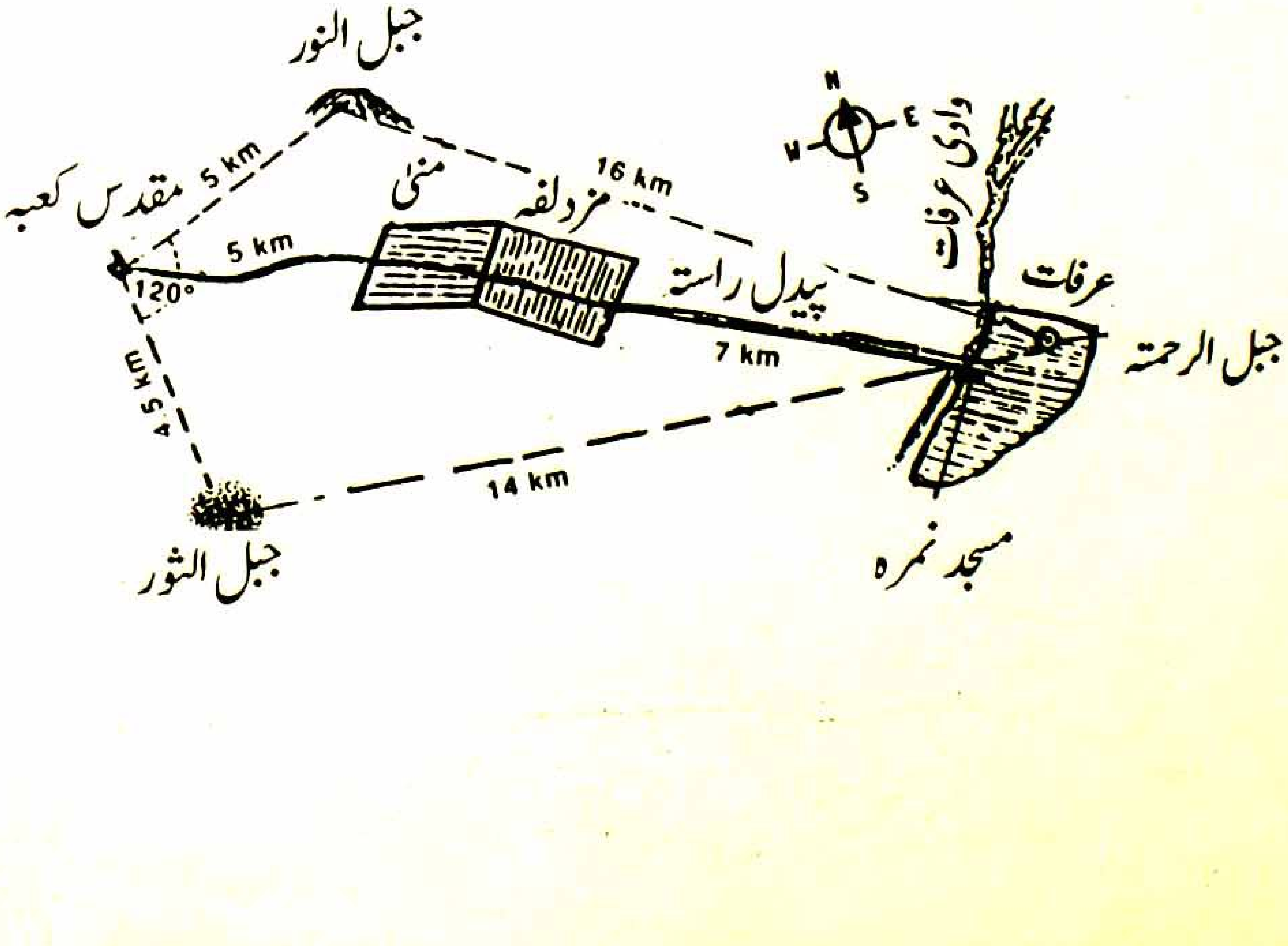

مکہ سے جبل نور جاتے ہوئے، راستہ آہستہ آہستہ بلند ہوتا جاتا ہے جو چوٹی کے نزدیک زیادہ ڈھلوانی ہوجاتا ہے۔ عقب کی طرف سے یہ پہاڑ ایک مہیب چٹان ہے جس پر چڑھنا اترنا تقریباً ناممکن ہے۔

اسلامی تاریخ میں غار حرا کے تقدس اور اہمیت کے باوجود، بالعموم حجاج اس کا قصد نہیں کرتے۔ شاید عرب کی حبس آلود گرمی میں، چوٹی تک پہنچنے میں دو گھنٹے کا سفر بہت سے لوگوں کو بددل کردیتا ہے۔ حج کے موسم میں، جب دور دور سے لاکھوں حاجی یہاں جمع ہوتے ہیں، ہر سو میٹر کے فاصلے پر عارضی چھپر اور سایہ دار جگہیں بنادی جاتی ہیں تاکہ باہمت لوگوں کو سایہ، ٹھنڈا پانی اور کھانے پینے کی اشیاء مل سکیں۔ یہ سفر تھکا دینے والا ہے، لیکن بعض بوڑھے اور بیمار لوگوں کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھ کر ہمت جواں ہوجاتی ہے۔ حج کے موسم کے بعد، کسی تنہا اور اکیلے دکیلے مسافر کے لئے یہ تجربہ خوفزدہ کرنے والا اور تھکا دینے والا ہے۔

چوٹی پر پہنچتے ہی غار حرا نظر آجاتی ہے۔ تاہم غار تک پہنچنے کے لئے زائر کو چوٹی کے گرد گھوم کر، گیارہ میٹر کے پھسلواں پتھریلے راستے پر چلنا پڑتا ہے جو ایک سرنگ تک لے جاتا ہے۔

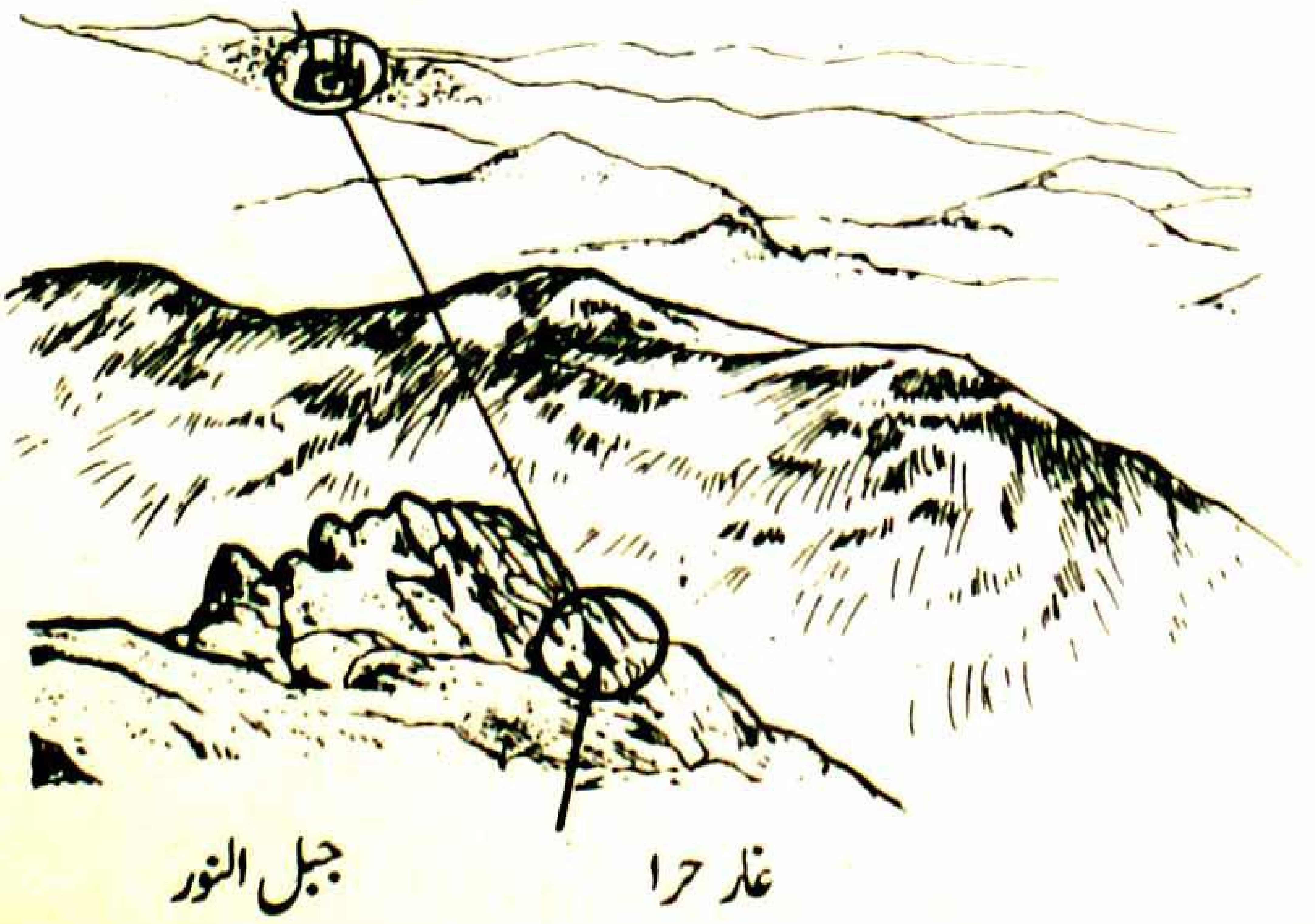

سرنگ کا سوراخ پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑوں کا بنا ہوا ہے۔ یہ ایک منحنی سا شگاف ہے جس کی لمبائی تین میٹر ہے۔ اس کا اندرونی راستہ یکساں چوڑا نہیں اور ایک جگہ تو صرف تیس سینٹی میٹر رہ جاتا ہے اور اس میں سے صرف دبلے پتلے اور چست، و چالاک لوگ ہی گزر سکتے ہیں۔ سرنگ کی اونچائی دو میٹر ہے جس کی پتھریلی چھت میں کہیں کہیں ہوا اور روشنی کے سوراخ ہیں۔ سرنگ کا آخری سرا تقریباً سطح پہاڑی چھجے پر کھلتا ہے۔

یہ پہاڑی چھجا کھلے آسمان تلے ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ جبل نور کی چوٹی ہے اور بائیں ہاتھ غار حرا کا داخلی راستہ ہے۔ غار حرا اور جبل نور کی چوٹی مل کر اس چھجے کے کنارے بناتے ہیں۔ اس کنارے کے درمیان ایک پتھر ہے جو اچھی طرح جما ہوا ہے اور اوپر کو اٹھا ہوا ہے۔ اس کی چوڑائی پچاس سنٹی میٹر، موٹائی بیس سنٹی میٹراور لمبائی چالیس سنٹی میٹر ہے۔ اگر کوئی شخص اس پتھر پر ٹانگیں چوڑی کر کے بیٹھے تو نیچے نہیں پھسل سکتا اور آرام سے بیٹھ سکتا ہے۔ اس کے عین نیچے، 1900 فٹ گہری چکرا دینے والی عمودی چٹان ہے۔ سامنے دیکھا جائے تو ایک وسیع و عریض وادی نظر آتی ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب تک چلی گئی ہے۔ وادی سے پرے چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کا وسیع منظر نظر آتا ہے۔ شاید یہ وادی قدیم تجارتی قافلوں کا راستہ تھا، جو شام کو یمن سے ملاتا تھا اور یثرب (مدینہ منورہ) کے پاس سے گزرتا تھا۔

غار حرا کی شکل اہرام کی طرح ہے، جو افقی حالت میں ہے اور نوک دار خیمہ سا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اندر جانے کا راستہ دو میٹر اونچا اور 1.3 میٹر چوڑا ہے۔ اس کی کل لمبائی چار میٹر ہے اور اس لمبائی میں اس کی چوڑائی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور آخر میں جاکر اس کا نصف میٹر کا فاصلہ عمودی ہے اور دس سے بیس میٹر چوڑا ہے۔ داخلی راستے میں تو دو فرد ساتھ ساتھ کھڑے ہوسکتے ہیں، لیکن آگے جاکر صرف ایک شخص ہی کھڑا ہوسکتا یا جھک سکتا ہے (رکوع و سجدہ۔) بیس برس پہلے راقم نے غار کے اندر شگاف سے خانہ کعبہ اور اس کا کسوہ (غلاف) صاف صاف اور بالکل سیدھ میں دوربین سے دیکھا

Marfat.com

تھا۔ اب حرم شریف میں کئی منزل توسیع ہوئی ہے اور اس کے ارد گرد بھی اونچی عمارتیں بن گئی ہیں جن سے منظر محدود ہوگیا ہے۔ اگر کسی کو دلچسپی ہو تو وہ اب بھی یہ معجز نما منظر غار کی چوٹی پر چڑھ کر (دل کی آنکھ سے) بخوبی دیکھ سکتا ہے۔

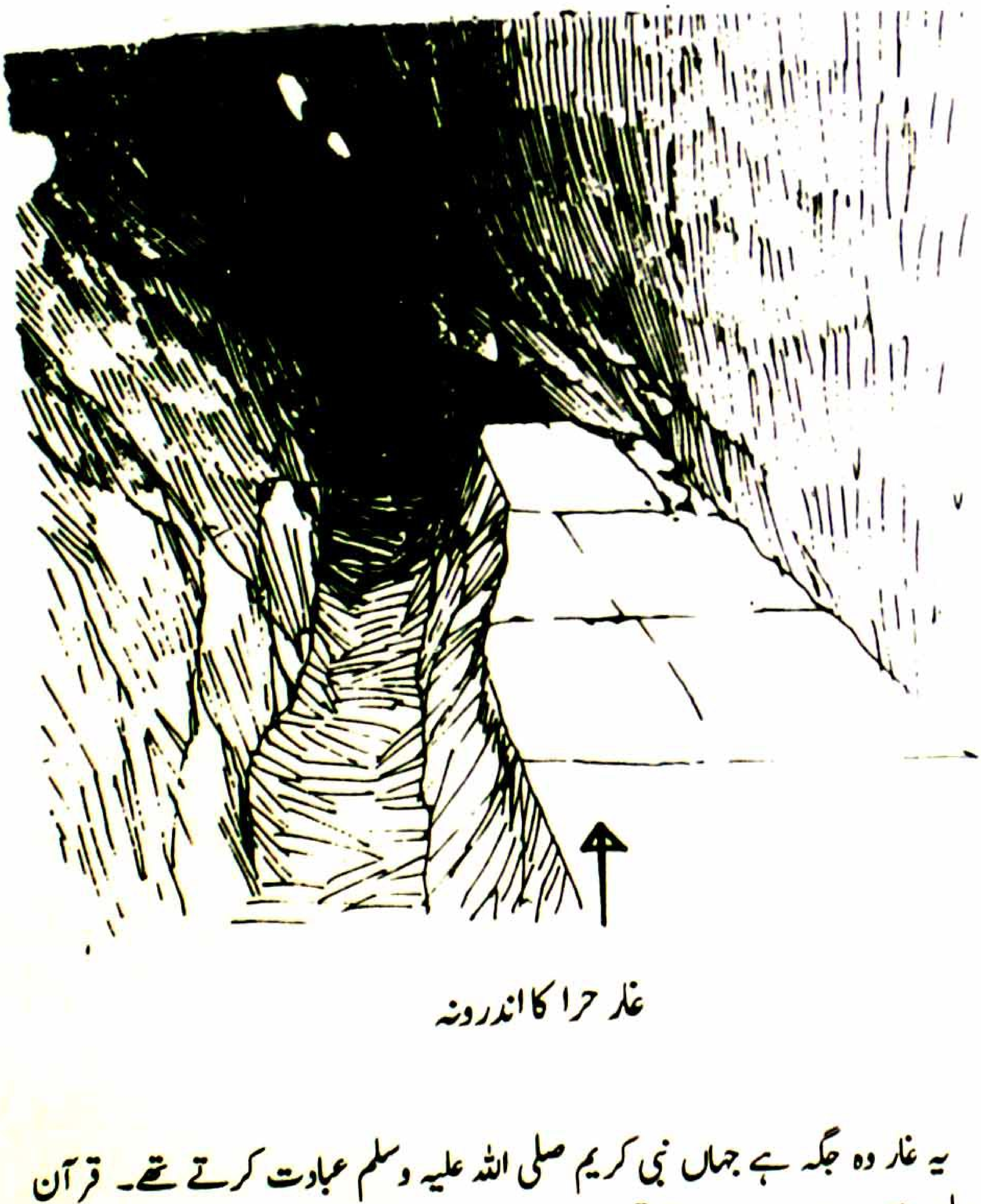

غار حرا کا اندرونہ

یہ غار وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کرتے تھے۔ قرآن مجید کی اولین آیات یہیں نازل ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے یہ جگہ پہلی مسجد ہے اور اسے پہلی محراب ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، کیونکہ اس کا رخ خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ محراب میں ایک ہی شخص وقوف کر سکتا ہے (کھڑا ہو سکتا ہے)، لیکن چل نہیں سکتا۔ وہ رکوع میں جا سکتا ہے، لیکن قدم بڑھا نہیں سکتا، صرف سجدہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

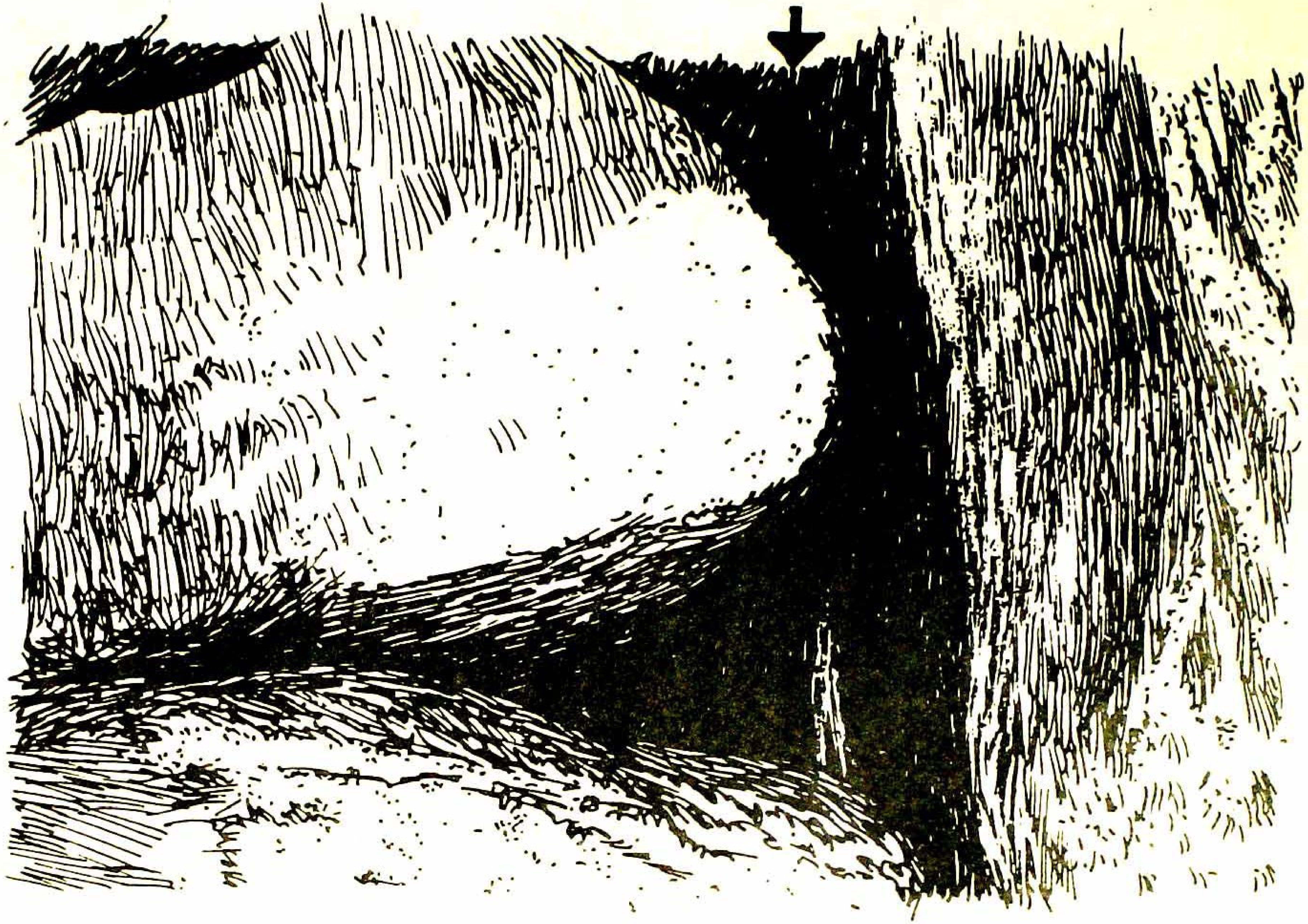

Marfat.com

غار حرا کے داخلے اور سرنگ کے بیرونی راستے کے درمیان، ایک ایک فٹ کے فاصلے پر اور چھجے کی سطح سے ایک میٹر اوپر، ملائم پتھر کی بڑی بڑی سلیں ہیں۔ یہ سلیں عام چارپائی سے بڑی ہیں اور کوئی بھی شخص ان پر آسانی سے لیٹ سکتا ہے۔

غار چبوترہ اور سلیں کسی بھی شخص کو ایک محفوظ، آرام دہ اور ٹھوس جگہ فراہم کرتی ہیں جہاں وہ ضروریات زندگی مثلاً پانی، غذا اور لباس کی کم سے کم مقدار کے ساتھ آرام سے رہ سکتا ہے۔

یہ جگہ پہاڑی کے دامن سے متجسس نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے، لیکن دیکھنے والے کو وسیع علاقے کا پرکشش اور جانفزا منظر ضرور نظر آئے گا۔

1969ء میں پہلی دفعہ یہ جگہ دیکھنے کے بعد، راقم کو یہ مقام کئی بار دیکھنے کا موقع ملا۔ اس معجز نما تخلیق پر ایمان لانے کے لئے ہر مسلمان کو اسے ضرور دیکھنا چاہئے۔ یہ انسانیت کے لئے اللہ کی ایک لازوال نشانی ہے جس سے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔

غار حرا کی بناوٹ ٹوٹے پھوٹے اور بکھرے ہوئے پتھروں سے ہوئی ہے، ان میں کئی سائزوں اور شکلوں کے پتھر ہیں، جنہیں دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ یہ قدرتی نظارہ قرآن مجید کی تصدیق کررہا ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

59-21 و 24
اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔

Marfat.com

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والااس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن مجید کی اولین آیات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا کی خاموشی میں نازل ہوئی تھیں، مگر آخری آیات اس سے پانچ کلو میٹر دور، وادی منیٰ میں، مسلمانوں کے بہت بڑے ہجوم کی موجودگی میں نازل ہوئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجتہ الوداع سننے کے لئے جمع ہوئے تھے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

5-3

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

غار حرا کو ”غار“ کہنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ غار تو کسی پہاڑ میں کھوہ ہوتی ہے یا پھر زمین کے اندر گہرا گڑھا ہوتا ہے، جبکہ یہ خیمہ نما جگہ ہے جو پتھر کی سلوں کی بنی ہوئی ہے اور دونوں طرف سے کھلی ہے۔

”غار“ اور ”حرا“ کے الفاظ قرآن مجید میں نہیں آئے۔ تاہم ”حرا“ عربی لفظ ہے اور شاید قرآنی الفاظ ”تحریر“ (آزادی)، ”حریر“ (ریشم) اور ”حرور“ (سورج کی تپش) سے اس کا تعلق ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واضح معجزے منسوب نہیں کئے، لیکن جو لوگ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں، زمین پر سفر کرتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں، ان سے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں (آنکھ، کان، دل، دماغ وغیرہ) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ کی نشانیوں کو بغور دیکھیں۔

ہمیں قرآن مجید کی تنبیہ پر غور کرنا چاہئے:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○

7-179

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ (بالکل) چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

بلا شبہ، غار حرا کونیاتی جسامت کا ایک قدرتی عجوبہ ہے۔ اس کا ہر ایک پتھر خالق کائنات کی قدرت اور حکمت کی نشانی ہے۔ صرف اسے بغور اور گہری نظر سے دیکھنے والی آنکھ درکار ہے۔

غار حرا کے اس مطالعے کے بعد مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

(1) اس بات کی شہادت دینی چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(2) اس بات کی بھی شہادت دینی چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

Marfat.com

(3) اس سے صلوٰۃ کے مختلف ارکان واضح ہوتے ہیں۔

(4) یہ قبلہ کا ایک علامتی اشارہ ہے۔

(5) رمضان کے مہینے میں نزول وحی، مسلمانوں پر صوم (روزہ) کی اہمیت واضح کرتی ہے۔

(6) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آیات کو بار بار پڑھنے کو کہا گیا۔ اس سے حفظ قرآن کی تلقین ہوتی ہے۔

(7) "قلم" کا ذکر ایک علامتی اشارہ ہے کہ قرآن مجید کو ضبط تحریر میں لایا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اسے بخوبی پڑھ اور سمجھ سکیں۔

☆ ☆ ☆

Marfat.com

Marfat.com

ساتواں باب

پہلا ضمیمہ

ٹیکس چوری کے کیس / جمہوری ملکوں کی اہم شخصیات کی طرف سے اثاثوں کا اعلان

(مختلف اخبارات کے تراشے)

(الف) ٹیکس چوری کے کیسوں میں سزا

1۔ جیل کی سزا پانے والی صوفیہ کے درجنوں پرستار

کیسرٹا (اٹلی) 20ر مئی (اپ) —— ایکٹریس صوفیہ لارین نے قید خانے کی کھڑکی سے اپنے ان درجنوں خیر خواہوں کی طرف بوسے اچھالے اور ہاتھ ہلایا جو اکادمی انعام یافتہ ایکٹریس کی کھڑکی کے نیچے جمع ہو کر محبت بھرے گانے گا رہے تھے۔ اس کے پرستاروں نے، جیل میں اس کی پہلی رات کو، شہر نیپلز کے لوک گیت بھی گائے۔

47 سالہ فلمسٹار بدھ کو اپنے آبائی ملک اٹلی میں واپس آئی تھی تا کہ ٹیکس چوری کے اس مقدمے میں تیس دن کی سزا بھگت سکے جس کا فیصلہ جولائی 1980ء میں سنایا گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جونہی اس کا کام ختم ہوا وہ اپنی سزا بھگتنے کے لئے آجائے گی۔

شہر پازولی کے ایک باشندے فرانکو فریبریسی، جس نے گیت گانے اور گٹار بجانے کا اہتمام کیا تھا، کہا: "اس نے اپنے آبائی شہر پازولی کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ میرے خیال میں اسے قید کی سزا نہیں ہونی چاہیے تھی۔"

صوفیہ نے کہا کہ اس پر الزام لگایا ہے کہ اس نے 1963ء میں ٹیکسوں کی تفصیل

Marfat.com

پیش نہیں کی تھی، حالانکہ وہ اس میں بے گناہ ہے۔ تاہم عدالت نے اسے تیس دن قید اور 14500 ڈالر جرمانے کی سزا سنائی۔ صوفیہ نے کہا کہ مسئلہ اس کے ٹیکس اسپیشلسٹ کی وجہ سے پیدا ہوا جو اب انتقال کر چکا ہے۔ بہر حال اس نے کہا کہ میں نے وطن جانے کا فیصلہ کر لیا تا کہ "اپنی ماں، اپنے وطن اور اپنی اماں کو دیکھ سکوں۔"

2۔ صوفیہ لورین وضاحت کرتی ہے

سورینٹو (اٹلی) پیر (یو پی آئی) ـــ صوفیہ لورین کہتی ہے کہ پچاس برس کی عمر کے قریب پہنچ کر وہ خوش و خرم ہے تاہم اسے اعتراف ہے کہ "ہر شخص کی طرف اسے بھی پریشانیاں، نا امیدی اور خوف تنگ کرتے ہیں۔"

دو برس اٹلی کی ایک جیل میں ٹیکس چوری کی سزا پانے کے بارے میں جب اس سے پوچھا گیا کہ وقت کیسے گزرا؟ تو مس لورین نے کہا: "صرف وہی شخص (جیل کی) تنہائی، آزادی سے محرومی کے احساس، جیل کے بند دروازوں کی کنجیاں دوسروں کے ہاتھ میں ہونے اور سلاخوں کے پیچھے ہونے کا درد محسوس کر سکتا ہے جس نے قید کی سزا کاٹی ہو...... یہ حقیقت میں بہت بڑا عذاب ہے۔"

3۔ لیونا ہیلمزلی

"ہوٹل انڈسٹری کی ملکہ" لیونا ہیلمزلی کے وکیل نے منگل کے روز اس کی انکم ٹیکس چوری کی سزا کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ اس نے دلیل دی کہ استغاثہ نے سٹیٹ گرینڈ جیوری کے سامنے اس کی ایک گواہی کو اسے سزا دلوانے کے لئے وفاقی عدالت میں استعمال کیا۔ دوسری امریکی سرکٹ کورٹ آف اپیل کے ارکان بظاہر اس کے وکیل، ایلن ڈرشووٹز کے دلائل سے، جو ہارورڈ لاء اسکول میں پروفیسر ہے، کسی قدر متاثر نظر آتے تھے۔ لیونا ہیلمزلی کو، جس کی عمر ستر برس ہے، ایک سال پہلے امریکی ڈسٹرکٹ کورٹ نے 33

Marfat.com

الزامات میں سزا دی تھی، جب جیوری نے اسے 1983ء اور 1985ء کے درمیان بارہ لاکھ ڈالر ٹیکس چوری کرنے کا مجرم گردانا تھا۔ جج جان واکر نے اسے چار سال کی قید اور 71 لاکھ ڈالر جرمانے کی سزا سنائی تھی۔ فی الحال ہیلمزلی دو کروڑ پچاس لاکھ کی ضمانت پر ہے۔ جب ڈر شووٹز نے عدالت کو بتایا کہ ٹیکس کے جن ماہرین نے ہیلمزلی کے معاملے کا مطالعہ کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس نے در حقیقت اصل سے زیادہ ٹیکس ادا کر دیئے ہیں، تو تین ججوں پر مشتمل اپیل کورٹ کے ایک جج نے اس سے اتفاق کیا اور کہا "مجھے بھی ٹیکس کے سلسلے میں دشواریاں پیش آئی ہیں۔" مقدمے میں یہ گواہیاں اور ثبوت پیش کئے گئے ان میں اس پر زور دیا گیا کہ ٹیکس چوری کرنے کے لئے اپنی آمدنی چھپانے کی خاطر ہیلمزلی نے ذاتی استعمال کی اشیاء کو ہوٹلوں کے کھاتے میں ڈال دیا تھا۔

4۔ فرانس نے دومنگ پر 87 لاکھ ڈالر کا ٹیکس عائد کر دیا

پیرس — 7ر دسمبر (اف پ) ایک سرکاری ذریعے نے بتایا کہ فرانسیسی ٹیکس حکام نے حال ہی میں فرانس کے "سرخ ارب پتی" ژاں بیپٹسٹ دومنگ کے خلاف 1977ء سے 1980ء کے درمیان سات کروڑ فرانک (87 لاکھ ڈالر) کے غیر ادا شدہ ٹیکسوں کا اندازہ لگایا ہے۔

دومنگ کو "سرخ ارب پتی" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی کا رکن ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اسے 1973ء اور 1976ء کے درمیان ایک کروڑ اسّی لاکھ فرانک (ساڑھے بائیس لاکھ ڈالر) کے ٹیکس بچانے کا نوٹس مل گیا، جسے بعد میں کم کر کے بیس لاکھ فرانک (ڈھائی لاکھ ڈالر) کر دیا گیا۔

اس وقت دومنگ نے فرانسیسی ٹیکس حکام کو بتایا کہ اس کی ماہوار آمدنی ایک لاکھ فرانک ہے جو کسی اوسط درجے کے بیورو کریٹ کی تنخواہ کے برابر ہے۔

نومبر میں اس کے ٹیکس میں جو تخفیف کی گئی اس پر یہ کہہ کر تنقید کی گئی کہ یہ

Marfat.com

حکومت کی طرف سے "شاہی تحفہ" ہے تاکہ اس کے انتزا گرا گروپ کو مالی مشکلات پر قابو پانے میں مدد مل سکے۔

اس مرتبہ ٹیکس حکام نے عہد کیا ہے کہ اس ارب پتی کے (جو فرانس کی مشرقی ممالک کے ساتھ زراعتی تجارت پر چھایا ہوا ہے) ذمے سابقہ غیر ادا شدہ ٹیکسوں کی ایک ایک پائی نکلوا لی جائے۔

ایک سرکاری افسر نے کہا کہ دومنگ کی تجارتی مملکت کو، جس کی سالانہ تجارت 15 ارب فرانک ہے، دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لئے، حکومت دو مانگ کو ٹیکس کی ادائیگی میں مہلت دے سکتی ہے۔

5- ٹیکس میں دھوکہ دہی کے الزامات

پگٹ کو دس لاکھ پونڈ کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

نیو مارکیٹ، انگلینڈ، ہفتہ (اے ایف پی)

لیسٹر پگٹ کو، جو دنیا کے اعلیٰ ترین سابقہ جاکیوں میں سے ایک ہے، بارہ گھنٹے پولیس کی حراست میں گزارنے کے بعد، دس لاکھ پونڈ کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

اس پچپاس سالہ انگریز کو ٹیکس میں دھوکہ دہی کے الزام میں اپنے گھر سے گرفتار کیا گیا اور اسے جیل سے رہائی کے لئے اپنے گھر اور اصطبلوں کی دستاویزات حوالے کرنا پڑیں جن کی مالیت 95 ہزار پونڈ ہے۔ اس سے پہلے ٹیکس حکام کے وکیل نارمن فلپس نے مجسٹریٹوں سے بیس لاکھ پونڈ کی ضمانت کی درخواست کی تھی، لیکن انہوں نے حکم دیا کہ دس لاکھ پونڈ عدالت میں جمع کروا دیئے جائیں، کیونکہ پگٹ کے وکیل نے درخواست کی تھی کہ بیس لاکھ پونڈ بہت زیادہ ہیں۔

پگٹ نے، جو اب ایک ٹرینر (تربیت دینے والا) ہے، اس وقت تک حراست میں

Marfat.com

وقت گزارا جب تک کہ اس کے وکلاء نے شہر میں بھی بھاگ دوڑ کر کے اس کی رہائی کے لئے ضمانت کی رقم جمع نہ کرلی۔ اس گیارہ دفعہ کے برطانوی چیمپئن کے لئے ضمانت کی دیگر شرائط یہ تھیں کہ وہ اپنا پاسپورٹ حوالے کردے، ہفتے میں ایک دفعہ پولیس کے پاس رپورٹ کرے اور اپنے گھر میں رہے۔

پگٹ نے اپنے کیریئر میں 29 بار اعلیٰ ریسیں (دوڑیں) جیتیں۔ اب اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے ٹیکس حکام کو اپنے بینک کا غلط حساب کتاب پیش کیا، جس کا مقصد دھوکہ دہی تھا۔

بعد میں ایک بیان میں اس نے کہا:

"مجھے آج اپنی حراست پر بے حد مایوسی ہوئی۔ یکم فروری 1986ء سے میں نے اور میرے مشیروں نے ہزاروں گھنٹے لگاکر وہ تمام شہادتیں جمع کیں جو انکم ٹیکس، کسٹم اور ایکسائز والوں کو درکار تھیں تاکہ میرے معاملات طے ہوسکیں۔ یہ تمام ثبوت حکام کو فراہم کر دیئے گئے تھے اور اب ایسا نظر آتا ہے کہ انہیں اگلے برس میرے خلاف استعمال کیا جائے گا۔"

اسے اپنے گھر سے حراست میں لیا گیا تھا جو مشرقی انگلستان میں ریسنگ کی "صنعت" کے مرکز میں واقع ہے۔

انکم ٹیکس کے محکمے کی ایک خاتون نمائندہ نے کہا کہ مبینہ طور پر پگٹ نے 29ر اپریل 1983ء کو یا اس سے پہلے "ہر میجسٹی ملکہ اور انکم ٹیکس کے کمشنروں کو دھوکہ دینے اور انہیں گمراہ کرنے کی نیت سے" ایک بیان دیا تھا جس میں غلط اطلاع تھی کہ اس کا حساب کتاب صرف نیو مارکیٹ کے بینک میں ہیں۔

6 - سابق وزیر اعظم بلجیم کو جیل کی سزا

برسلز 25 جون (ڈی پی اے) ـــــ 67 سالہ پال وینڈن بوناٹس نے آج سیاسی

تاریخ کا نیا باب لکھا ہے جب وہ بلجیم کا پہلا سابق وزیراعظم بن گیا جسے قید کی سزا ملی۔

وینڈن بوناٹس کو تین سال کی معطل کردہ سزائے قید ملی اور اسے چھ لاکھ بیس ہزار فرانک جرمانہ سنایا گیا، کیونکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ اس نے ٹیکس چوری کی اور جعلی دستاویزات پیش کیں۔ اس سابق وزیراعظم کے خلاف، جو اعزازی طور پر وزیر مملکت ہے، چھ ماہ تک مقدمہ چلتا رہا جس میں عوام نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔

وینڈن بوناٹس کے خلاف ایک الزام یہ تھا کہ اس نے 4 کروڑ بلجین فرانک کی مالیت کے حصص کی فروخت کی جعلی رسید پیش کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ رقم لبنان کے بلجیم میں سابق سفیر کو دی گئی، جو اب مرچکا ہے۔ وینڈن نے اس الزام کے مقدمے کی سماعت کے دوران میں بار بار تردید کی۔

وینڈن بوناٹس کا سیاسی کیریئر بہت اعلیٰ رہا جس کا انجام قید کی سزا میں ہوا۔ وہ 1966ء سے 1968ء اور 79-1978ء میں دو بار وزیراعظم کے عہدے پر فائز ہوا۔ 1981ء کے اواخر تک وہ ویلونیا میں، جو بلجیم کا فرانسیسی بولنے والا حصہ ہے، کرسچین سوشلسٹ پارٹی کا صدر رہا۔ اس نے اب فیصلہ کیا ہے کہ وہ برسلز کے میئر کے طور پر اپنا کیریئر ختم کردے گا۔

7- مارک رچ کا 48 ملین ڈالر کا آڈٹ

یہ وفاقی قانونی استعداد و قابلیت کا ایک متاثر کن مظاہرہ تھا کہ گزشتہ ہفتے، نیویارک میں امریکی اٹارنی کے دفتر واقع قانونی لائبریری کے اسٹیج پر وفاقی اہلکاران استغاثہ، ایف بی آئی اور خزانے و کسٹم کے ایجنٹ تشریف رکھتے تھے۔ ان سب نے اٹھارہ ماہ تک اس لئے تگ و دو کی تھی کہ مارک رچ کے خلاف، جو خصوصی اشیاء کا تاجر ہے، شہادتیں جمع کی جاسکیں۔ اب انہیں یقین تھا کہ وہ کامیاب ہوگئے ہیں۔ امریکی اٹارنی رڈولف گلیانی نے اعلان کیا کہ ایک وفاقی گرینڈ جیوری نے "رچ"، اس کے شریک کار پنکس گرین اور

Marfat.com

اس کی تجارتی فرم، مارک رچ اینڈ کمپنی کو 1980ء اور 1981ء کے دوران 48 ملین ڈالر انکم ٹیکس ادا نہ کرنے کا ملزم گردانا ہے۔ بعد میں سرکاری وکلاء نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ بالاخر یہ دھوکہ دہی اس سے دگنی رقم کی نکلے۔ گلیانی نے کہا: "یہ امریکی تاریخ میں ٹیکس میں دھوکہ دہی کا اب تک کا سب سے بڑا کیس ہے۔" مدعاعلیہ پر یہ الزام بھی تھا کہ انہوں نے امریکی حکومت کے عائد کردہ تیل کی قیمتوں پر کنٹرول کی بھی خلاف ورزی کی اور جب امریکی یرغمالی بنے ہوئے تھے اور ایران کے ساتھ ہر قسم کی تجارت بند تھی تو انہوں نے ایرانی تیل خریدا۔

پچھلے ہفتے کے الزامات میں کہا گیا تھا کہ مدعاعلیہ نے ایک سنگین جرم کے بعد دوسرا جرم کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ قیمتوں پر وفاقی کنٹرول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے زیادہ قیمت پر تیل فروخت کیا جس کی انہیں اجازت نہ تھی اور پھر ٹیکس ادا کرنے سے پہلو تہی کی خاطر یہ رقم زوگ (سوئٹزرلینڈ) میں مارک رچ اینڈ کمپنی کے نام منتقل کردی۔ تیل کی فروخت کی اسکیم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ دلچسپ سلسلوں کے ذریعہ فرضی فروخت ظاہر کی گئی جس میں رچ اور کئی اور تیل فروش شامل تھے۔ اس عمل کے دوران تیل کی فروخت کے سرٹیفکیٹ جعلی طور پر تبدیل کئے گئے، جن میں ظاہر کیا گیا تھا کہ تیل کو کنٹرول شدہ قیمت کی بجائے آزادانہ قیمتوں پر مارکیٹ میں فروخت کیا جاسکتا ہے۔

الزامات میں کہا گیا ہے کہ غیر قانونی طور پر رقم ملک سے باہر منتقل کرنے کا کام اس طرح سرانجام دیا گیا کہ رچ اور اس کی سابقہ امریکن ذیلی کمپنی، مارک رچ اینڈ کمپنی انٹرنیشنل نے جعلی رسیدوں کے ذریعہ 33 ملین ڈالر کی انکم ٹیکس میں تخفیف حاصل کی، جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ امریکی فرم نقصان میں جارہی ہے۔

رچ کے خلاف تحقیقات سست رفتاری سے جاری تھی، مگر پھر وفاقی جج لیونارڈ بی سینڈ نے سخت احکام جاری کئے۔ اس نے روزانہ جرمانہ عائد کرنے کا حکم دیا اور ان امتناعی احکام کی تصدیق کی جس سے رچ کے اثاثوں کی منتقلی اور 55 ملین ڈالر کی ان رقوم کی ادائیگی روک دی گئی جو دوسروں کے ذمے رچ کو واجب الادا تھے۔

Marfat.com

آخر کار رچ ان دستاویزات کو عدالت میں پیش کرنے پر تیار ہو گیا جو عدالت کو مطلوب تھیں، لیکن چند دن بعد ہی وفاقی ایجنٹوں نے کاغذات سے بھرے ہوئے دو بڑے بڑے جہازی صندوق قبضے میں لے لئے جو ہوائی جہاز کے ذریعہ زیورچ بھجوائے جا رہے تھے۔ رچ کے وکلاء نے کہا کہ عدالت میں پیش کرنے سے پہلے ان کاغذات کو سوئٹرلینڈ اس لئے بھیجا جا رہا تھا کہ ان پر نظر ثانی کی جا سکے۔

8- امریکہ ٹیکس چھپانے والوں کا دوسرے ملکوں میں بھی تعاقب کر رہا ہے۔

واشنگٹن، 25ر اگست (اپ) ـــــ امریکی محکمہ خزانہ کا دعویٰ ہے کہ بہت سے امریکی جو دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں، انکم ٹیکس میں دھوکہ دہی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور محکمہ خزانہ نے قصور واروں کو تلاش کرنے کا نیا طریقہ نکالا ہے، یعنی ان کے پاسپورٹوں کو تجدید کا معائنہ کیا جا رہا ہے۔

محکمہ انکم ٹیکس کے برائن مسلمان کا کہنا ہے کہ دوسرے ملکوں میں امریکی سفارتخانوں نے گزشتہ برس محکمہ خزانہ کو ان لوگوں کے ناموں سے آگاہ کرنا شروع کر دیا تھا جو اپنے پاسپورٹوں کی تجدید کے لئے درخواست دیتے ہیں جو اس بات کا اشارہ ہے کہ ایسے لوگ دوسرے ملک میں رہ رہے ہیں۔

اس ماہ کے شروع میں مسلمان نے محکمہ خزانہ کی ایک تصنیف "رجحانات کا تجزیہ اور متعلقہ اعداد و شمار" میں اس بات کو محکمہ انکم ٹیکس کے لئے "زوردار ذریعہ اطلاع" کہا تھا۔

پہلے برس ہی 73 ہزار درخواستیں درج ہوئیں۔ انکم ٹیکس کے حکام محکمہ خارجہ سے وصول شدہ ان ناموں کو اپنی "ماسٹر فائل" سے موازنہ کر کے دیکھ رہے ہیں کہ کس شخص نے انکم ٹیکس ادا کیا اور کس نے نہیں کیا؟

Marfat.com

مسلمان کا اندازہ ہے کہ باہر کے ملکوں میں رہنے والے لاکھوں امریکی انکم ٹیکس کے کاغذات جمع نہیں کروا رہے۔ اس نے محکمہ خزانہ کو پہنچنے والے نقصان کا تخمینہ نہیں لگایا، لیکن 1986ء میں جنرل اکاؤنٹنگ آفس نے جو کانگریس کے لئے آڈٹ کی خدمات سرانجام دیتا ہے، اندازہ لگایا تھا کہ نقصان 620 ملین ڈالر سے لے کر دو بلین ڈالر تک ہوسکتا ہے۔

مسلمان کا کہنا ہے کہ گزشتہ برس تیس لاکھ امریکی دوسرے ملکوں میں رہ رہے تھے، جن میں ساڑھے سات لاکھ فوجی شامل ہیں۔ 1986ء کے لئے محکمہ انکم ٹیکس کو دوسرے ملکوں میں رہنے والے دو لاکھ 64 ہزار افراد کے کاغذات ملے ہیں۔ سرکاری حکام کا کہنا ہے کہ اگر باہر کے ملکوں میں رہنے والے امریکیوں نے اپنی آمدنی کے کاغذات اسی نسبت سے جمع کروائے ہوتے جس نسبت سے امریکہ میں رہنے والے امریکی کراتے ہیں تو تعداد بارہ لاکھ ہوتی۔

مسلمان نے ایک انٹرویو میں کہا کہ "جہاں تک ٹیکس وصول کرنے کا تعلق ہے یہ افسوس ناک صورت حال ہے۔"

ب ـــــ اثاثوں کا اعلان

1۔ بش اور اس کی بیوی نے 1990ء میں کسی قدر کم ٹیکس ادا کئے

واشنگٹن، 19ر اپریل (اپ) ـــــ 1990ء میں صدر بش اور ان کی بیگم نے اپنی مرتب شدہ 452732 ڈالر کی کل آمدنی پر 99241 ڈالر ٹیکس ادا کیا اور یہ آمدنی اور ٹیکس گزشتہ برس کے مقابلے میں کسی قدر کم ہے۔

ان ٹیکس کے کاغذات، جو وائٹ ہاؤس نے کاغذات جمع کرانے کی آخری تاریخ کو

Marfat.com

پیش کئے، ظاہر کرتے ہیں کہ 1989ء میں ان کی آمدنی 456780 ڈالر تھی جس پر 101382 ڈالر ٹیکس ادا کیا گیا۔

کم ٹیکسوں اور کم آمدنی کی ایک وجہ یہ ہے کہ صدر بش کے بلائنڈ ٹرسٹ کی کارکردگی اتنی اچھی نہیں رہی جتنی گزشتہ برس تھی اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (بقول ماہرین اقتصادیات) مالیاتی مراجعت یا کمی کا رجحان گزشتہ برس ہی شروع ہوچکا تھا۔

یہ ٹرسٹ، جو اس وقت سے بش کے اجارے کو سنبھالے ہوئے ہے جب وہ ٹیکساس میں تیل کا کاروبار کرتے تھے، بیان کرتا ہے کہ 1990ء میں کیپٹل گین نقصان (Capital gain loss) 11822 ڈالر ہوا جس پر تین ہزار ڈالر کے ٹیکسوں کی تخفیف ہوئی۔ اس سے ایک سال پہلے صدر کے بلائنڈ ٹرسٹ نے 36068 ڈالر کے کیپٹل گین کا اعلان کیا تھا۔

صدر بش کی مرتب شدہ آمدنی میں دو لاکھ ڈالر سالانہ تنخواہ، 245911 ڈالر بلائنڈ ٹرسٹ سے اور ایک ہزار ڈالر باربرا بش کے ریڈرز ڈائجسٹ میں شائع شدہ ایک مضمون کا معاوضہ شامل تھا جو اس نے گزشتہ خزاں میں بچوں کو پڑھ کر سنانے کی اہمیت کے موضوع پر لکھا تھا۔

صدر بش اور ان کی بیگم نے الگ الگ عنوانات کے تحت 97118 کی ٹیکس میں تخفیف کا مطالبہ کیا تھا جس میں 38667 ڈالر شامل تھے جو پچاس خیراتی اداروں کو بطور امداد دیئے گئے تھے۔ بش نے اعلان کیا کہ 1990ء میں اسے 1988ء کے صدارتی انتخاب پر لکھی ہوئی کتاب سے 7042 ڈالر کی رائلٹی ملی تھی۔ صدر بش اور ان کی بیگم نے یہ تمام آمدنی خیراتی اداروں کو دے دی تھی۔

صدر کے نمائندے مارلن فٹزواٹر نے کہا کہ یہ واضح نہیں ہوسکا کہ صدر کے بلائنڈ ٹرسٹ کو مجموعی آمدنی میں اتنا کیپٹل گین نقصان کیوں ہوا؟ شاید اسٹاک کی فروخت پر ایسا ہوا۔

Marfat.com

چونکہ یہ ٹرسٹ "بلائنڈ" ہے اس لئے اس کے معاملات کی تفصیلات نہیں مل سکیں۔ اس ٹرسٹ کا انتظام نیو یارک کی سیمر ٹرسٹ کمپنی کے ہاتھوں میں ہے۔

صدر بش مدت سے کیپٹل گین ٹیکس کی شرح کو کم کرنے کی وکالت کر رہے ہیں جو اس وقت عام انکم ٹیکس کے برابر ہے۔ تاہم ذاتی طور پر 1990ء میں کیپٹل گین ٹیکس کی شرح میں کمی سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

انکم ٹیکس کے کاغذات میں کیپٹل گین ٹیکس کی شرح میں کمی سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

2۔ متراں نے اپنے اثاثوں کا اعلان کر دیا

پیرس، 22ر مئی (اف پ) —— فرانس کے صدر کے عہدے کا حلف اٹھانے کے دوسرے روز ہی متراں نے اپنی دولت کا خلاصہ اور اثاثوں کی فہرست شائع کر دی۔

متراں کا سب سے بڑا اثاثہ وسطی پیرس میں، نوطرے دیم کے گرجا گھر کے قریب ان کا مکان ہے۔ اس مکان کی قیمت ساڑھے ستائیس لاکھ فرانک ہے۔

سوشلسٹ صدر ابھی تک دو لاکھ اسی ہزار فرانک کے مقروض ہیں جو انہوں نے اس مکان کی خرید کے سلسلے میں لئے تھے۔

وہ اور ان کی بیگم مشترکہ طور پر ایک قصباتی مکان کے مالک ہیں جو جنوب مغربی فرانس میں ہے۔ یہ ایک سابق چرواہے کی جاگیر تھا جس کے ساتھ 25 ایکڑ زمین بھی ہے۔

صدارتی محل سے اعلان کیا گیا ہے کہ صدر کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ بھی ہے اور ایک سیونگ اکاؤنٹ ہے جس میں پچپن ہزار فرانک تک جمع کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے منافع پر ٹیکس لگتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ایک کمپنی میں 75 حصے بھی ہیں۔ ان حصص کی مالیت کا تخمینہ نو ہزار فرانک لگایا گیا ہے۔

Marfat.com

. متراں کی تمام آمدنی ان کی تنخواہ پر (جو وہ بطور رکن پارلیمینٹ لیتے ہیں) اور ان کتابوں کی رائلٹی پر مشتمل ہے جو انہوں نے لکھی ہیں۔

3۔ برطانوی ملکہ اور ان کا خاندان

برطانوی وزیر خزانہ لاسن نے منگل کے روز لندن میں اگلے مالی سال کا بجٹ سناتے ہوئے اعلان کیا کہ ملکہ کے الاؤنس میں اب 189300 پونڈ کا اضافہ کیا جارہا ہے اور مجموعی طور پر الاؤنس کی رقم 4326 ملین پونڈ ہوجائے گی۔ اس کا پچھتر فی صد حصہ خانہ داری میں خرچ ہوجاتا ہے۔ شاہی خاندان کو کل ادائیگی 4.8 فی صد بڑھ جائے گی اور اسے کل 5289 ملین پونڈ ملیں گے۔ ملکہ کا دوسرا بیٹا پرنس اینڈریو زیادہ اضافے کا حق دار ہوگا۔ گزشتہ برس اس نے سارہ فرگوسن سے شادی کرلی تھی، جو اب ڈچس آف یارک کہلاتی ہے اور اس کے بعد سے پرنس اینڈریو کا الاؤنس پہلے سے دگنا یعنی پچاس ہزار پونڈ ہوجائے گا۔ پرنس چارلس جو ولی عہد ہے، اپنے سارے اخراجات شاہی جاگیر سے پورے کرتا ہے اور اسے سرکاری الاؤنس نہیں ملتا۔

4۔ ریگن اور نینسی نے 147726 ڈالر ٹیکس ادا کیا

سانتا باربرا، 13 ر اپریل (ایجنسیز) —— صدر رونالڈ ریگن اور ان کی بیگم نینسی نے 1984ء میں 147826 ڈالر ٹیکس ادا کیا جو ان کی مجموعی آمدنی کا 24 فی صد بنتا ہے۔ اس کا اعلان کل کیا گیا۔

امریکی صدر اور ان کی بیگم نے اپنی کل آمدنی 440657 ڈالر ظاہر کی، جس میں دو لاکھ ڈالر تو بطور صدر ان کی تنخواہ ہے اور 115608 ڈالر دوسرے ذرائع سے بطور سود آمدنی ہے۔

Marfat.com

امریکی صدر اور ان کی بیگم 14605 ڈالر کی واپسی کے حق دار ہیں، کیونکہ ان کی تنخواہ میں سے 162431 ڈالر روک لئے گئے تھے یا وہ اندازے سے پہلے ہی وفاقی حکومت کو زیادہ ادا کر چکے تھے۔ واپسی کی رقم وصول کرنے کی بجائے ریگن نے کہا کہ اسے 1985ء کے ٹیکسوں سے منہا کر دیا جائے۔

صدر نے پہلے ایک بار اعلان کیا تھا کہ وہ عشر میں یقین رکھتا ہے، یعنی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ خیرات میں دے دیتا ہے۔ خیراتی کاموں میں ان کا حصہ 20616 ڈالر تھا جو ان کی کل آمدنی کا 4.7 فی صد بنتا ہے۔

5۔ میتسو شیٹا نے ریکارڈ جائیداد چھوڑی

ٹوکیو، 29ر نومبر (اپ) ـــــ ٹیکس حکام نے آج بتایا کہ اپریل میں وفات پانے والے دنیا کی سب سے بڑی بجلی کے گھریلو آلات بنانے والی کمپنی کے بانی کونوسوکے میتسو شیٹا نے جاپان میں سب سے بڑی جائیداد چھوڑی ہے۔ اس کی جائیداد کا تخمینہ 1.7 بلین ڈالر لگایا گیا ہے۔

اس سے پہلے سب سے بڑی جائیداد 466.9 ملین ڈالر چھوڑنے کا اعزاز شوکی چی اوہارا کو حاصل تھا، جو تائیسو فارماسیوٹیکل کا سابق اعزازی چیئرمین تھا۔

جاپان میں دو سو ملین ین (10.4 ملین ڈالر) یا اس سے اوپر کی جائیداد کا ٹیکس حکام باقاعدہ اعلان کرتے ہیں۔

مغربی شہر اوساکا میں واقع کدوما میں ٹیکس حکام نے بتایا کہ میتسو شیٹا کی جائیداد کا 97 فی صد حصہ سیکورٹیوں اور اسٹاکس میں ہے جو اس کی 93 سالہ بیوی مومینو اور 68 سالہ بیٹی ساچی کو کے حصے میں آیا ہے۔ میتسو شیٹا کے 77 سالہ داماد ماسلہارو میتسو شیٹا کو، جو اب میتسو شیٹا الیکٹریکل انڈسٹریل جاگیر کا چیئرمین ہے، 310.8 ملین ڈالر (44.6 بلین ین) ملے ہیں۔

ج ـــــ کچھ متعلقہ خبریں

1۔ ابن خلدون اور ریگن

ریگن نے ایک قدیم مصری کا حوالہ دیا جس نے اسے ٹیکس کم کرنے کی پالیسی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ 14,13 برس کی عمر کے طلبہ سے بات کرتے ہوئے 77 سالہ صدر نے کہا: "تمہیں بتاؤں کہ میں نے کالج میں اکنامکس پڑھی اور وہیں مجھے ایک شخص کے بارے میں معلوم ہوا جس کا نام ابنِ خلدون تھا، جو چھ سو برس پہلے ہو گزرا ہے۔ سلطنت کے شروع شروع میں ٹیکس کی شرحیں کم تھیں، لیکن محاصل بہت زیادہ وصول ہوتے تھے جبکہ سلطنت کے زوال کے وقت ٹیکس کی شرحیں بڑھ گئیں مگر محاصل کم ہوگئے۔ ابن خلدون جو 1331ء سے 1406ء تک زندہ رہے، اسلامی دنیا میں عوامی امور کے تجزیئے کے لئے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔"

2۔ دو لاکھ ڈالر کا ہنی مون

یہ جاننے کے لئے کہ اگر امریکی انکم ٹیکس کے قوانین پر عمل کیا جائے تو زندگی کتنی دشوار ہوجائے، ہمیں مسٹر رائل لٹل کا کیس دیکھنا چاہئے۔ جب لٹل ایکسٹرون کے صدر کی حیثیت سے دو لاکھ ڈالر تنخواہ لیتا تھا تو اس نے اپنی تنخواہ سے اخراجات اس طرح بیان کئے:

بیوی کا گھریلو الاؤنس	24000 ڈالر
گھر کی آرائش	10000 ڈالر
ماں کی مدد	18000 ڈالر
خیرات	20000 ڈالر
ٹیکس	116000 ڈالر
بقایا اپنے لئے	12000 ڈالر

Marfat.com

3۔ آج کل کے ٹیکس نظام ...... اور وہ کس طرح تبدیل ہوں گے؟ (از جیف کالکنز)

ٹیکس کا زمانہ، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا "ظالم ترین مہینہ" ہوتا ہے۔ ٹیکسوں کے بارے میں سوچتے ہوئے اپنے آپ سے یہ پوچھئے کہ خدا انہیں کس "نظر" سے دیکھتا ہے ـــــ اور پھر یہ یاد رکھئے کہ خدا کے پاس اس سے کہیں بہتر نظام ہے۔

محاورے کے لحاظ سے موت اور ٹیکس سے بڑھ کر کوئی چیز یقینی نہیں۔

خیر! اتنا پر اعتماد بھی نہ ہوں۔ ٹیکس کوئی دائمی اور ابدی شئے نہیں۔ آنے والے کل میں انسانی ٹیکس کا نظام کوڑے میں پھینک دیا جائے گا اور اس کی جگہ عشر کا نظام لے لے گا جو انسانی زندگی کی ابتداء سے رو بہ عمل ہے، مگر اس کے بارے میں بیشتر لوگ بہت کم جانتے ہیں۔

ٹیکس اور عشر میں بہت بڑا فرق ہے

انسانی ٹیکس کا نظام "تدریجی" ہے، یعنی جوں جوں آپ کی آمدنی بڑھتی ہے توں توں ٹیکس بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگر آپ کی آمدنی کم ہے تو ٹیکس کی شرح بھی کم ہے جو امریکہ میں تقریباً 14 فی صد ہے۔ اگر آمدنی زیادہ ہے، مثلاً ایک لاکھ ڈالر تو اس کی شرح ستر فی صد تک جا سکتی ہے۔

خدائی نظام اس سے کہیں زیادہ دانشمندانہ ہے۔ یہ سیدھا سادا فی صد نظام ہے۔ عشر کا مطلب ہے "دسواں حصہ۔" کسی چیز کا عشر اس کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ یہ مسلسل نسبت ہے۔

اس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے، لیکن زمین کی ذرائع

پیداوار میں سے بہت تھوڑا سا حصہ طلب کرتا ہے، جو خود اس کے پیدا کردہ ہیں۔ عشر کا نظام انسانوں کے مرتبے کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس نظام میں زیادہ کمانے والے اور کم کمانے والے سب برابر ہیں۔ "تدریجی نظام" زیادہ امیر لوگوں سے حسد پر مبنی ہے۔ یہ لوگوں سے غیر مساوی سلوک کرتا ہے جس کا انحصار ان کی آمدنی پر ہے۔ عشر کا نظام قطعی غیر جانبدارانہ ہے اور اسے اس سے غرض نہیں کہ آپ کون ہیں؟

اسے آسان اور سادہ رکھئے

اگر سب نہیں تو بیشتر لوگ ٹیکس کے فارم بھرنے کے لئے دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ انسان کا ٹیکس کا نظام اتنا پیچیدہ کیوں ہے؟

مانیں یا نہ مانیں! ہمارے ٹیکس کے نظام میں تمام پیچیدگی کی بنیاد تدریجی شرحیں ہیں، چونکہ انسان نے ٹیکسوں کی بنیاد خدا کے ساختہ عشر کے نظام پر نہیں رکھی، اسی لئے وہ گلو گرفتہ اور انتشار کا شکار ہے۔

زیادہ آمدنی والے افراد اس تدریجی نظام کے سبب یہ کرتے ہیں کہ ناقابل یقین کوشش سے دوسروں کے نام (بالعموم اپنے رشتہ داروں کے نام) دولت منتقل کردیتے ہیں اور باقی ماندہ پر (یا تمام پر) کم شرح سے انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ کبھی وہ ٹرسٹ قائم کرتے ہیں اور کبھی بلا سود قرضے جاری کرتے ہیں۔ وہ خاندان کے ہر فرد کو (اگر کر سکیں تو کتے کو بھی) "شریک کاروبار" بنالیتے ہیں۔

خدا کے نظام میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دس فی صد تو دس فی صد ہی ہے ــــــ مصنوعی یا فرضی طور پر کم آمدنی ظاہر کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

شاید آپ نے ٹیکس کی "پناہ گاہوں" کا نام سن رکھا ہو۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں انسان کی حماقت اسے کہاں سے کہاں لے جاسکتی ہیں۔

Marfat.com

"ٹیکس کی پناہ گاہ" دراصل رقم ضائع کرنے کا معزز طریقہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ زیادہ آمدنی کو کم کرنے کے کسی موقع کی تلاش میں رہتا ہے تا کہ ٹیکس کی شرح کم ہوجائے۔ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ نکال کر اسے کسی کاروبار کی خرید کا بیعانہ بنا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ باقی ماندہ رقم وہ ادھار لیتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ یہ کاروبار گھاٹے کا سودا ثابت ہوتا ہے اور اس "گھاٹے" کو دوسری زیادہ آمدنی سے پورا کیا جاتا ہے۔

کیا شاندار ترکیب ہے! انسان کا ساختہ نظام اہم لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ گھاٹے کے سودے میں رقم لگائیں۔ ان کے ذرائع اور وسائل ایسے کاروبار میں لگ جاتے ہیں جہاں انہیں صحیح طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ خدا کا نظام عشر اس کے مقابلے میں تباہ کن اثرات نہیں رکھتا۔ یہ تاجر پیشہ لوگوں کو خود دعوت دیتا ہے کہ وہ جہاں تک کر سکیں بہترین اقتصادی فیصلے کریں۔ ان کو ہر وقت کنکھیوں سے ٹیکس کے پیچیدہ قوانین کو نہیں دیکھنا پڑے گا۔ خالص اقتصادی نقطہ نظر سے، خدائی نظام، انسانی نظام سے کہیں زیادہ معقول ہے۔

عشر: ایک شاندار نظریہ

تدریسی نظام زندگی کو اور کئی طرح سے پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ مثلاً آپ کوئی جائیداد خریدتے ہیں، دس سال کے بعد اسے فروخت کر دیتے ہیں۔ فروخت کرنے پر آپ قیمت خرید سے کہیں زیادہ نفع کمائیں گے۔ اگر پورے دس سال کے نفع پر ایک ہی سال ٹیکس لگا دیا جائے تو آپ اسے انصاف سے بعید کہیں گے، کیونکہ اس طرح دس سال کا الگ الگ ٹیکس لگنے کے مقابلے میں آپ کو یک مشت زیادہ ٹیکس دینا پڑے گا۔

تو اس کے جواب میں کم از کم امریکہ میں انسانی نظام نے ایسی چیز تخلیق کی ہے جسے "منافع سرمایہ" (Capital Gains) کہا جاتا ہے۔ یہ ناقابل یقین حد تک پیچیدہ ہے۔ مختصراً یہ کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ بعض قسم کی جائیداد کے منافع پر آپ کی

باقی تمام آمدنی کے مقابلے میں کم ٹیکس لگتا ہے۔

اپنی آمدنی کو "عام" آمدنی ظاہر کرنے کی بجائے ٹیکس ادا کرنے والے اسے "منافع سرمایہ" ظاہر کرنے کے لئے بے شمار صعوبتوں سے گزرتے ہیں۔

خدا کا نظام "عشر" ان تمام تکلیفوں سے نجات دیتا ہے۔ عشر کی شرح ایک ہی ہے، خواہ آمدنی کم ہو یا زیادہ آپ کا نفع ایک سال میں شمار کیا جائے یا ہر سال الگ الگ ہو۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ خدائی نظام کس قدر سادہ، کس قدر غیر پیچیدہ ہے۔ ریاضی دان اس نظام کو زیادہ "عمدہ" کہیں گے۔

انسان کا شادی ٹیکس

آج کل امریکہ میں ٹیکس کا ڈھانچا ایسا ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں کام کر رہے ہوں تو انہیں شادی کی "سزا" ملتی ہے۔ لیکن اگر دونوں شادی کے بغیر اکٹھے رہ رہے ہوں اور انکم ٹیکس کے الگ الگ فارم جمع کروائیں تو ان دونوں کے ٹیکسوں کا حاصل جمع نمایاں طور پر کم ہو گا! گویا بالفاظ دیگر حکومت انہیں شادی کرنے کی سزا دیتی ہے۔ اس طرح انسان کے ساختہ ٹیکس قوانین (آج کل کی عام اخلاقی گراوٹ کے ساتھ ساتھ) بڑی حد تک جنسی بد اخلاقی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

خدا کا مالیاتی نظام مختلف ہے۔ یہ نوجوان کام کرنے والے جوڑوں کے بغیر شادی باہم رہنے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ دس فی صد تو دس فی صد ہی ہے۔ خدائی نظام کسی شادی شدہ ہونے یا غیر شادی شدہ ہونے کے حق میں یا خلاف امتیاز روا نہیں رکھتا۔

انسانی نظام "فوراً قرض لے لو" کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ مثلاً امریکی ٹیکس کے قوانین آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ قابل ادائیگی سود کو اس آمدنی سے منہا کرلیں جس

پر آپ ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔

یہ بات تدریجی شرح کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ آمدنی والے شخص کو اکساتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی کو اونچے درجے سے کم درجے پر لانے کے لئے جتنا قرض لے سکتا ہے لے لے!

خدائی نظام زیادہ معقول ہے۔ قرض لینے کا فیصلہ اصل ضرورت کے تحت ہی کیا جاتا ہے۔ ایک جیسی شرح کی وجہ سے نظام عشر اس پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتا اور یقیناً وہ کسی کو یہ بلا ضرورت قرض لینے کی ترغیب نہیں دیتا جس طرح انسانی نظام دیتا ہے؟

مشابہتیں

بے شک خدائی نظام عشر اور انسانی ٹیکس کے نظام میں کچھ مشابہتیں بھی ہیں۔ ٹیکس اور عشر دونوں کو تمام قرضوں پر فوقیت حاصل ہے۔ مثلاً امریکی قوانین میں ٹیکس جمع کرنے والا خدا سے بھی پہلے اپنی رقم وصول کرتا ہے، بلکہ اگر آپ اپنے تمام قرض ادا نہیں کر سکتے تو سب قرض خواہوں سے بھی پہلے وہ ٹیکس وصول کرتا ہے۔

انجیل کے قانون کے مطابق "عشر" ایسا قرض ہے جو خدا کو دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ مقروض ہے (اور عشر ادا نہیں کر سکتا) تو عشر کے معاملے میں اس کا عذر قبول نہیں ہوگا۔ خدا کا قرض اولیت رکھتا ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ حکومت کے ٹیکس کے محکمے کے برخلاف، خدا ان لوگوں کو بطور خاص نوازنے کا وعدہ کرتا ہے جو اس کا قرض پہلے ادا کرتے ہیں۔ خدائے لم یزل کہتا ہے: مجھ پر ثابت کرو کہ میں تمہارے لئے جنت کے دریچے نہیں کھولوں گا! نیز ایسی نعمتیں نازل کروں گا کہ انہیں وصول کرنے والے کم پڑ جائیں گے۔" (ملاکی — 10 : 3)

Marfat.com

ٹیکس اور عشر میں ایک دلچسپ مشابہت یہ ہے کہ دونوں میں قانون کی روح پر عمل کیا جاتا ہے، الفاظ پر نہیں۔ شاید یہ بات چونکا دینے والی ہو، لیکن انسانی ٹیکس کی عدالتیں ان تمام تجاویز کو مسترد کر دیں گی جو ٹیکس کم کرنے کے لئے پیش کی جائیں، خواہ ان کے الفاظ قانون کے دائرے کے اندر ہی کیوں نہ ہوں! مثلاً کوئی بھی تجارتی یا کاروباری معاہدہ، جس کا مقصد محض ٹیکس کم کرنا ہو، مسترد کر دیا جائے گا۔

خدا کے عشر کے نظام میں یہ قاعدہ کار فرما ہے کہ "جوہر کو ہیئت پر فوقیت حاصل ہے۔" اس کا مطلب ہے کہ قانون کی روح کی اطاعت کی جائے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی آمدنی کا (خود ہی) ایمانداری اور پرہیز گاری سے حساب لگایا جائے۔ اس میں "ٹیکس" کم کرنے کے لئے کوئی گڑبڑ اور چالبازی نہیں چلتی۔

آمدنی اور اضافہ

خدائی نظام میں "اضافے" پر عشر دیا جاتا ہے (دیکھیں تو توریت کی پانچویں کتاب — 14:22 اور 28)۔ اضافہ اصل میں آپ کی مرتب کردہ مجموعی آمدنی ہے اور یہ مرتب کردہ مجموعی آمدنی کیا ہے؟ ٹیکس کے ماہرین برسوں سے اس پر مغز کھپا رہے ہیں۔ وہ اصول جو انہوں نے یہ طے کرنے کے لئے بنائے ہیں کہ "آمدنی" کیا ہے، وہی اصول یہ طے کرنے میں کام آسکتے ہیں کہ عشر کے مقصد کے لئے "اضافہ" کیا ہے۔ بنیادی طور پر "یہ" آپ کی دولت میں کوئی سا اضافہ ہے جو آپ کی کوششوں سے حاصل ہوئی ہو۔ اس لحاظ سے ایک اچھا اور سادہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر ٹیکس کے حکام آپ کو اپنی اس آمدنی میں کچھ شامل کرنے کو کہیں جس پر ٹیکس لگ سکتا ہو، تو اسی پر خدائی عشر بھی ادا کر دیجئے۔

اگر آپ اپنا سامان تجارت بیچیں تو اس پر عشر ادا کریں۔ اسی طرح اپنی تنخواہ وغیرہ پر ادا کریں۔ لیکن ورثے میں حاصل ہونے والی دولت یا سرمائے پر آپ عشر نہیں

دیں گے (کیونکہ جو شخص وراثت چھوڑ کر مرا ہے اس سے توقع ہے کہ اس نے اس پر عشر ادا کر دیا ہو گا۔)

آنے والے دور میں عشر کا نظام انسان کے ساختہ ٹیکس نظام کی پوری پوری جگہ لے لے گا۔ اس میں منافع اور سرمایہ کے بارے میں کوئی پیچیدہ ضابطے نہیں ہوں گے، نہ ہی انسان اس بات کی سر توڑ کوشش کرے گا کہ اس پر کم سے کم ٹیکس لگایا جائے۔

اگر آپ کو عشر کے نظام کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو ہمارے پاس ایک کتابچہ ہے جس میں زیادہ تفصیل سے وضاحت ہے۔ اس کا نام ہے Ending Your Financial Worries : (اپنی مالی مشکلات کا خاتمہ کیجئے۔) اس میں ان لوگوں کے لئے خدا کی ناقابل یقین نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو اس کے احکام کو مانتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

Marfat.com

Marfat.com

آٹھواں باب

دوسرا ضمیمہ

پچھلے صفحات پر جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ان کی تائید میں قرآنی الفاظ اور اصطلاحوں کے سرسری اور بے ربط ترجموں اور تفسیروں کی مثالیں درج ذیل ہیں۔ مصنف کے نزدیک، وہ بدیہی ہیں۔ اس لئے نتیجہ اخذ کرنا قارئین پر چھوڑا جاتا ہے۔

الف : انگریزی ترجمے

قرآنی لفظ	مترجم	ترجمہ
زکوٰۃ	مارماڈیوک پکتھال	Poor-due
	عبداللہ یوسف علی	Regular Charity
	انور علی	Payeth the Poor
صدقات	مارماڈیوک پکتھال ایم۔ ایچ۔ شاکر عبداللہ یوسف علی	Alms
	عبداللہ یوسف علی	Gifts of Charity

Marfat.com

ب : اردو ترجمے اور تفسیریں

ترجمہ	مترجم	قرآنی لفظ
زکوٰۃ	مولانا فتح محمد جالندھری مولانا اشرف علی تھانوی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مولانا شبلی نعمانی / مولانا سید سلیمان ندوی	صدقات
زکوٰۃ	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	انفقوا

ج : قرآنی آیات اور ان کے ترجمے و تفسیریں

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (۹—۶۰)

(1) مولانا فتح محمد جالندھری

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں، اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہئے۔ یہ (حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے۔ (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لئے۔

Marfat.com

(2) مولانا شبلی نعمانی / مولانا سید سلیمان ندوی

سیرۃ النبیؐ

چاہئے، زکوٰۃ تو حق ہے، غریبوں کا، مسکینوں کا اور اس کا کام کرنے والوں کا، اور ان کا جن کا دل (اسلام کی طرف) پرچانا ہے، اور گردن چھڑانے میں، اور خدا کی راہ میں، اور مسافر میں، یہ حصے خدا کی طرف سے ٹھہرائے ہوئے ہیں۔

(3) مولانا اشرفؒ علی تھانوی

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہئے۔ یہ (حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(4) مولانا محمد شہاب الدین ندوی

زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں؟

زکوٰۃ محتاجوں، مفلسوں اور اس کی وصولی کرنے والوں کا حق ہے، اور جن کی دل جوئی کرنی ہے، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے، قرض داروں کے لئے، اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

(5) قاری شریف احمد خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن، کراچی

اسلام کا نظام زکوٰۃ

Marfat.com

زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟

قرآن مجید میں آٹھ قسم کے لوگ مستحق زکوٰۃ بتلائے گئے ہیں : ارشاد خداوندی ہے :

صدقات (یعنی زکوٰۃ) تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا، اور جو کارکن ان صدقات (کی وصولی) پر متعین ہیں، اور جن کی دل جوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرضہ (ادا کرنے) میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کے مصارف خداوند کریم نے خود مقرر فرما دیئے ہیں، اور ان کی فہرست جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

(6) اسلامیات لازمی، انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے لئے، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستہ میں اور راہ کے مسافر کو۔ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (۱۰۳ــــ۹)

(1) قاری شریف احمد خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن، کراچی

اسلام کا نظام زکوٰۃ

زکوٰۃ کا موجودہ مروجہ نظام اسلام کی خصوصیت ہے۔ یہ خصوصیت اور امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے قوم کے غریب و نادار، فقراء اور مساکین کے لئے مستطیع اور متمول یعنی مالدار مسلمانوں پر قانون کی شکل میں یہ حکم نافذ کر دیا کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کے زیورات ہوں یا اتنی قیمت کا

Marfat.com

مالِ تجارت ہو، اور اس پر پورا ایک سال گزر جائے تو اس میں سے چالیسواں حصہ نکال کر راہِ خدا میں مستحقین کو دیا جائے۔ اسی کا نام اسلامی اصطلاح میں زکوٰۃ ہے، قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

(اے پیغمبرؐ) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لے لیجئے جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک و صاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے بےشک آپ کی دعا ان کے لئے موجبِ اطمینان ہے۔

(2) مولانا فتح محمد جالندھری

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجبِ تسکین ہے اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (و خیرات) لیتا ہے اور بےشک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(3) مولانا شبلی نعمانی / مولانا سید سلیمان ندوی

سیرۃ النبیؐ

(اے محمد رسول اللہ) ان کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم ان کو پاک و صاف کر سکو۔

(4) مولانا اشرفؒ علی تھانوی

ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجبِ تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے

Marfat.com

بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (و خیرات) لیتا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○ (۲۷۱ — ۲)

مولانا فتح محمد جالندھری

اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى ۗ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ○ (۲۶۳ — ۲)

(1) مولانا فتح محمد جالندھری

جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا (اور) بردبار ہے۔

(2) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اس کی صفت ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَٰتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ

Marfat.com

يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (۹ ــــ ۵۸، ۵۹)

سیرۃ النبیؐ

علامہ شبلی نعمانی / مولانا سید سلیمان ندوی

اور بعضے ان میں سے ایسے ہیں، جو تجھ کو (پیغمبر کو) زکوٰۃ بانٹنے میں طعن دیتے ہیں، اگر ان کو اس میں سے ملے تو راضی ہوں، اور اگر نہ ملے تو وہ ناخوش ہو جائیں، اور کیا خوب تھا، اگر وہ اس پر راضی رہتے، جو خدا اور اس کے رسول نے ان کو دیا، اور کہتے کہ ہم کو اللہ بس ہے، ہم کو اللہ اپنی مہربانی سے اور اس کا رسول دے رہے ہیں، ہم کو تو خدا ہی ....

زکوٰۃ : مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

طابع : سید حسین فاروق مودودی

ناشر : ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور

مطبع : ایچ ۔ فاروق ایسوسی ایٹس ــــ لاہور

مگر قرآن مجید سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نماز کے بعد سب سے بڑھ کر زکوٰۃ کی اہمیت ہے۔ یہ دو بڑے ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ ان کے ہٹنے کے بعد اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس طرح جنگ کی جیسے کافروں سے کی جاتی ہے، حالانکہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور خدا اور

Marfat.com

رسولؐ کا اقرار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز، روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں۔ کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تین جگہ الگ الگ احکام بیان فرمائے ہیں :

(۱) سورۂ بقرہ میں فرمایا :

جو پاک مال تم نے کمائے ہیں اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو۔

(۲) اس کے بعد سورۂ توبہ میں آتا ہے کہ :

جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ان کو درد ناک عذاب کی خبر دے دو، اس دن کے عذاب کی جب ان کے اس سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور پیٹھوں پر داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب اپنے ان خزانوں کا مزہ چکھو۔

پھر فرمایا :

صدقات (یعنی زکوٰۃ) اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے فقراء کے لئے اور مساکین کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیفِ قلب منظور ہو اور گردنیں چھڑانے کے لئے اور قرض داروں کے لئے اور راہِ خدا میں اور مسافروں کے لئے، اللہ بہتر جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا :

ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاک اور صاف کر دو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپؐ ان سے زکوٰۃ وصول کریں، مسلمانوں سے یہ نہیں فرمایا کہ تم زکوٰۃ نکال کر الگ الگ خرچ کر دو۔ .....

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ط

(۲—۲۶۷)

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○ (٣٥،٣٤ — ٩)

Marfat.com

Marfat.com

BIBLIOGRAPHY

9

1- Abdeen, Z., Qamoos-ul-Quran, Karachi, Darul Ishaat, 1978.
2- Abdalati, Hammudah, Islam in Focus, Islamic Teaching Centre, Maryland, 1977.
3- Abdullah, Mohammed, Haqooq Al-Ibad, Mahnama Zakat, Central Zakat Administration, Islamabad, Volume 9, No. 5, 1989.
4- Abu Saud, Mahmood, Outlines of Islamic Economics, Hindustan Publications, Delhi, 1983.
5- Ahmed, Q. S., Islam And Zakat (Urdu), Karachi: Shaukat Ali Printers, 1974.
6- Ali, Abdullah Yusuf, The Holy Quran: Translation and Commentary, Uloom Al-Quran for Publishing and Distribution, Beirut, 1983.
7- Ali, Anwar, Islam: Ideology and Leading Issues, Publishers United Limited, Lahore, 1978.
8- Muqadassi, F. A. (Ed.), Fatah Al-Rahman (Quranic Words Index), Lebanese Book House, Beirut, 1965.
9- Al-Shoori, Ibrahim, Tariq Al-Islam (The Way of Islam and Islamic Principles), Dar Al-Isfahani, Jeddah, 1965.
10- Al-Wajidi, M. M., Islamiat Book, Haq Sons, Lahore, 1973.
11- Asad, Mohammad, The Principles of State and Government in Islam, Darul Andulus, Jibralter, 1980.
12- El-Awa, M. S., On the Political System of the Islamic State, American Trust Publications, Indianapolis, 1978.
13- Gauhar, Altaf, Tanslations from the Quran, Neaz Ahmed, Sangemeel Publications, Lahore, 1989.
14- Fairoz Al-Lughat: New Edition, Ferozsons Limited, Lahore, 1978.
15- Haider, S. M., Islamic Concept of Human Rights, The Book House, Lahore, 1978.
16- Haeri, S. F., Alif Laam Meem: Short Interpretation of Sura Ul-Baqarah, Noorul Din, Volume 1, No. 1, 1989.

Marfat.com

17- Haeri, S. F., Man in Quran and the Meaning of Furqan: Sura Ul-Baqarah, Zahra Publications, Texas, 1982.
18- Haeri, S. F., Heart of Quran and Perfect Mizan: Sura Yasin, Zahra Publications, Texas, 1983.
19- Hasan, M. and A. Waheed, Islam: 1001 Questions and Answers, Ferozsons Ltd., Lahore, 1974.
20- Hasan, M. U., Stories and Biographies from Iqbal, Ferozsons Limited, Lahore, 1978.
21- Hasni, F., Fateh Al Rahman, Lebanon: Darul Kitab, 1973.
22- Jalandhari, F. M., The Holy Quran Translation, Taj Company Limited, Lahore.
23- Jampuri, K. B. S., Quran Majeed And Murawaja Islam (Urdu), Karachi: Idara Fikr Islam, 1980.
24- Kutub, Mohammed, Islam: The Misunderstood Religion, The Holy Quran Administration, Lahore, 1982.
25- Maudoodi, Abul Aala, Tarjumhae Quran Majeed, (Quran Translation), Tarjuman Ul Quran Administration, Lahore, 1982.
26- Maudoodi, A. A., Charity In Islam, Lahore, Idara Tarjuman Ul Quran, 1976.
27- Maudoodi, A. A., Zakat, Lahore, Idara Tarjuman Ul Quran, 1977.
28- Maudoodi, A. A., Tafheemul Quran, Lahore, Idara Tarjuman Ul Quran, 1970.
29- Maudoodi, Abul Aala, Zakat Ke Khas Ihkam (Urdu), Quran Translation Administration, Lahore, undated.
30- Mirthi, Z. S., Qamoos Al-Quran (Quranic Dictionary), Darul Ishaat, Karachi, 1977.
31- Manna, M. A., Islamic Economics, Lahore, M. Ashraf Publishers, 1983.
32- Mashraqi, M. E. K., Tazkira, Lahore, S. T. Printers, 1924.
33- Nadwi, Abul Hasan, Nabi Rehmat, Islamic Research and Publication Council, Lucknow, 1981.
34- Nadwi, M. S., Who are Eligible for Zakat (Urdu), Furqania Academy Trust, Banglore, 1990.
35- Nadwi, S. S., Seerat Un Nabi (Urdu), Karachi, Quran Mahal, 1357 Hijri.
36- Nomani, S. and S. Nadwi, Seerat Al-Nabi, Mohammad Saeed and Sons, Karachi, 1945.

Marfat.com

37- Omar, Kamal, Deep Into The Quran, Fazlee Sons Pvt. Ltd., Karachi, undated.

38- Pedrick, Clare, A New Push to Solve Debt Crisis, Arab News, Saudi Marketing and Research Company, Jeddah, 3rd December, 1990.

39- Pickthall, M. and F. M. Jallendhri, Holy Quran: English and Urdu Translation, Taj Company Limited, Karachi, undated.

40- Popular Pocket: Jadeed Urdu Lughat (New Urdu Dictionary), National Book Society, Lahore, undated.

41- Qadri, T. R., Islam and Its Socio-Economic System, Al-Badr Publication, 1977.

42- Qasoori, M., Compulsory Islamiat (9th and 10th Classes), Punjab Text Book Board, Lahore, 1975.

43- Rahman H. A., Barkaat of Zakat System (Urdu), Lahore, Dyal Singh Trust, 1982.

44- Rehman, A. U., Economic Doctrines of Islam, Volume III, Islamic Publications Limited, Lahore, 1976.

45- Salahi, A., Arab News (Daily Dialogue), Jeddah, Madina Press, 1986-89.

46- Shaffie, Mohammed, Zakat System in Quran and Quranic Laws (Urdu), Darul Ishaat, Karachi, 1978.

47- Shakir, M. H., The Holy Quran, Arabic Text and English Translation, Taj Art Press, Karachi, undated.

48- Shehab, Rafiullah, Islamiat of Intermediate Classes, Punjab Text Book Board, Lahore.

49- Shehab, R. U., Islamic Finance and Banking, Malik Maqbool Ahmed, Lahore, 1989.

50- Siddiqi, M. A., Early Development of Zakat Law and Ijtehad, Islamic Research Academy, Karachi, 1983.

51- Silahi, Adel, Islam in Perspective, Arab News Daily, Saudi Marketing and Research Company, Jeddah, 1990.

52- Saud, M. A., Islamic Economics, Delhi, Hindustan Publications, 1983.

53- Thanvi, M. A., Quran Al Hakeem Translation, Lahore, Taj Company, 1983.

54- Toosy, A. R., The Significance of Sadaqat, Daily Dawn, Karachi, 28th November, 1990.

55- Toosy, A. R., The Socio-Economic System of Islam, Pakistan Observer, Islamabad, 9th January, 1991.

Marfat.com

56- Toosy, A. R., Zakat in Proper Perspective, Pakistan Observer, Islamabad, 28th December, 1989.

57- Toosy, M. S., Nationalism in Conflict in India, Home Study Circle, Bombay, 1942.

58- Toosy, M. S., Pakistan & Muslim India, Bombay, Home Study Series, 1942.

59- Toosy, M. S., Muslim League And Pakistan Movement, Islamabad, National Book Foundation.

60- Trimizi, A. S., Economic System of Islamic Govt., Lahore, Arabia Printing Press, 1399 A.H.

61- Zaman, M. R., Some Administrative Aspects of the Collection and Distribution of Zakat and the Distributive Effects of the Introduction of Zakat into Modern Economics, Scientific Publishing Centre, King Abdul Aziz University, 1987.

Marfat.com